کھانے پینے کے آداب

تالیف
خادم دین اسلام
منیر احمد یوسفی

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III
042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : "کھانے پینے کے آداب"

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

پروف ریڈنگ : مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی' علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی'
علامہ مولانا مفتی حافظ محمد آصف یوسفی' محمد سلیم نواز بادشاہ یوسفی'

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی

کمپوزرز : حافظ محمد عظیم اعجاز یوسفی' زبیر بٹ یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36880028

پہلی مرتبہ : (۱۱۰۰) رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

دوسری مرتبہ : (۱۱۰۰) ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

تیسری مرتبہ : (۲۱۰۰) جمادی الاوّل ۱۴۳۶ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۵ء

ھدیہ : ۱۵۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس)

مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	سرورق۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	بفیضانِ نظر۔	۱۲
۵	اِنتساب۔	۱۳
۶	حرفِ آغاز۔	۱۴
۷	تقدیم۔	۱۷
۸	اِظہارِ محبت۔	۲۴
۹	رزقِ حلال۔	۲۷
۱۰	رزق۔	۲۸
۱۱	حلالؔ۔	۲۸
۱۲	حلال روزی کمانا فرض ہے۔	۳۰
۱۳	ترغیبِ رزقِ حلال۔	۳۱
۱۴	طیب کھانا۔	۳۲
۱۵	حرام سے بچنے والے کے لئے غیبی اَسباب۔	۳۲
۱۶	جنت سے دُوری۔	۳۴
۱۷	شبہ والی چیز سے بچنا۔	۳۴
۱۸	شک والی چیز کو چھوڑنا۔	۳۵

۱۹	مقامِ تقویٰ کیسے حاصل ہوتا ہے؟	۳۶
۲۰	اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی راہ میں۔	۳۶
۲۱	حرام خور کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔	۳۸
۲۲	کھانا کھانے کے آداب۔	۳۹
۲۳	کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا۔	۴۱
۲۴	ہاتھ دھوکر کھانا کھانے میں برکت۔	۴۱
۲۵	فوائد۔	۴۲
۲۶	کھانا کے وقت بسم اللہ (شریف) کہنا۔	۴۳
۲۷	کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنی چاہئے۔	۴۳
۲۸	ایک درویش کا واقعہ۔	۴۳
۲۹	دائیں ہاتھ سے کھانا پینا اور لینا دینا۔	۴۴
۳۰	اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لینا اور دائیں ہاتھ سے کھانا۔	۴۵
۳۱	دائیں ہاتھ سے کھانا پینا۔	۴۵
۳۲	شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔	۴۶
۳۳	بائیں ہاتھ سے کھانے والے کا نقصان۔	۴۶
۳۴	تین اُنگلیوں سے کھانا کھانا۔	۴۷
۳۵	جس کھانے پر قرآنِ مجید کی آیتِ مبارک پڑھی جائے۔	۴۷
۳۶	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کھانا نہ کھاتے۔	۴۸
۳۷	شیطان کے لئے حلال کھانا۔	۴۸
۳۸	شیطان کا داخلہ بند۔	۴۹
۳۹	دسترخوان پر کھانا کھایا جائے۔	۵۰

۴۰	بیٹھ کر کھانا کھانا۔	۵۰
۴۱	دسترخوان۔	۵۱
۴۲	اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔	۵۱
۴۳	کھانے میں نمکین سے آغاز۔	۵۲
۴۴	کھانے میں عیب نہ نکالنا۔	۵۲
۴۵	دورانِ طعام صاحبِ خانہ سے نمک نہ مانگنا۔	۵۲
۴۶	دسترخوان پر گرے ہوئے لقمے کو کھانا۔	۵۳
۴۷	تکیہ لگا کر کھانا نہ کھانا۔	۵۴
۴۸	اُوندھے ہو کر کھانا منع ہے۔	۵۵
۴۹	سرکہ اچھا سالن ہے۔	۵۵
۵۰	سرکہ والا گھر۔	۵۶
۵۱	فوائد۔	۵۶
۵۲	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پسند۔	۵۶
۵۳	دانتوں سے کاٹ کر کھانا۔	۵۷
۵۴	چھری سے نہ کاٹو۔	۵۷
۵۵	دستی کا گوشت اور چھری کا اِستعمال۔	۵۷
۵۶	گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا۔	۵۸
۵۷	شیطان اور یہود و نصاریٰ کی نقالی سے بچو۔	۵۹
۵۸	اپنے سامنے سے کھانا۔	۵۹
۵۹	ایک قسم کا کھانا کھانے اور مختلف اَقسام کی چیزیں کھانے کا طریقہ۔	۶۰
۶۰	پلیٹ یا پیالہ کے درمیان میں سے نہ کھانا۔	۶۰

۶۱	اکٹھے بیٹھ کر مل کر کھانا کھانا۔	۶۱
۶۲	دوستوں وغیرہ کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلتیں۔	۶۴
۶۳	کبھی کبھی خوب سیر ہو کر کھانا۔	۶۵
۶۴	خادِم کو بھی کھانے میں شریک کرنا۔	۶۶
۶۵	آدابِ مخدوم و خادِم۔	۶۷
۶۶	کدّو شریف پسندیدہ ڈش۔	۶۸
۶۷	آپ ﷺ باریک چپاتی تناول نہ فرماتے۔	۶۸
۶۸	جب کھانا پیش کیا جائے۔	۶۹
۶۹	اَب پچھتانے کا کیا فائدہ۔	۷۰
۷۰	کھانا پھینکنے کی ممانعت۔	۷۰
۷۱	رات کے کھانے کی فضیلت۔	۷۱
۷۲	کھانا اُٹھائے جانے سے پہلے اُٹھنا اور لوگوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ روک لینا منع ہے۔	۷۱
۷۳	اُنگلیاں اور برتن چاٹنا۔	۷۲
۷۴	اُنگلیاں چاٹنے کی ترتیب۔	۷۳
۷۵	برتن چاٹنا۔	۷۳
۷۶	برتن کا دُعا کرنا۔	۷۴
۷۷	کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور تری منہ پر ملنا۔	۷۴
۷۸	کھانا کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونے کا نقصان۔	۷۵
۷۹	دُعا بعد از طعام۔	۷۵
۸۰	کھانے کے بعد کی ایک اور دُعا۔	۷۶

۸۱	ایک اور دُعا۔	۷۶
۸۲	کھانے کے بعد دُعا سے گناہوں کی بخشش۔	۷۶
۸۳	شکر کرنے والوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہوتا ہے۔	۷۷
۸۴	دعوت قبول کرنے کے آداب۔	۷۷
۸۵	دعوت قبول کرنا۔	۷۹
۸۶	جب دو آدمی بیک وقت دعوت دیں۔	۸۰
۸۷	مومن کے مومن پر چند حقوق۔	۸۰
۸۸	دعوت قبول نہ کرنے کا گناہ۔	۸۲
۸۹	مدعو کو کھانا کھانے یا نہ کھانے کا اختیار۔	۸۲
۹۰	مہمان کی مہمان نوازی کب تک؟	۸۳
۹۱	کسی شخص کی دعوت، اہل وعیال کی ہمراہی سے مشروط کرنا۔	۸۴
۹۲	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت۔	۸۵
۹۳	کسی کے ہاں بن بلائے چلے جانا۔	۸۶
۹۴	غیر مدعو شخص اگر مہمان کے ساتھ آئے۔	۸۹
۹۵	دو فخر کرنے والوں کے کھانے سے پرہیز۔	۹۰
۹۶	جس دعوت میں خلاف شرع کام ہو۔	۹۰
۹۷	مہمان کی شب باشی کے آداب۔	۹۱
۹۸	حکایت۔	۹۱
۹۹	تمثیل۔	۹۲
۱۰۰	واقعہ۔	۹۳
۱۰۱	فضائل وبرکاتِ میزبان۔	۹۴

۱۰۲	ضیافت خانے سے باہر آنے کا بیان۔	۹۵
۱۰۳	حکایت۔	۹۵
۱۰۴	کھانا کھلانے کی ترغیب۔	۹۶
۱۰۵	الگ الگ دسترخوانوں کے آداب۔	۹۶
۱۰۶	نماز اور کھانا۔	۹۶
۱۰۷	اِس میں چند باتیں ہیں۔	۹۸
۱۰۸	کھانا کھانے کے بعد کلی کرنا۔	۹۸
۱۰۹	جنت میں داخلے کا نسخہ۔	۹۹
۱۱۰	کھانا کھلانا۔	۹۹
۱۱۱	ہمسایہ کی نیّت سے شوربے میں اِضافہ۔	۱۰۰
۱۱۲	شوربہ زیادہ کرنے کا بیان۔	۱۰۰
۱۱۳	بھنا ہوا گوشت کھانا۔	۱۰۱
۱۱۴	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پسند کا گوشت۔	۱۰۱
۱۱۵	معجزہ اور ایک عملِ مبارک۔	۱۰۱
۱۱۶	مرغی کھانے کا بیان۔	۱۰۲
۱۱۷	حضرت اُمّ ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔	۱۰۲
۱۱۸	لہسن یا پیاز کھانا۔	۱۰۳
۱۱۹	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پکا ہوا پیاز تناول فرمایا۔	۱۰۴
۱۲۰	معذور اور مریض آدمی کا دوائی کے طور پر لہسن یا پیاز کھانا۔	۱۰۴
۱۲۱	جس دسترخوان پر مکروہ یا حرام چیز پڑی ہو۔	۱۰۵
۱۲۲	جب کھانے میں مکھی گر جائے تو کیا کریں؟	۱۰۶

۱۲۳	کھانا کھانے میں میانہ روی اختیار کی جائے۔	۱۰۶
۱۲۴	ڈکار کو روکنا۔	۱۰۷
۱۲۵	تصنُّع سے پرہیز۔	۱۰۸
۱۲۶	روٹی کا احترام۔	۱۰۸
۱۲۷	کھانا کھانے کی سنتیں و آداب۔	۱۱۰
۱۲۸	کھانے کے مزید آداب۔	۱۱۲
۱۲۹	خلافِ اَدب۔	۱۱۲
۱۳۰	اِسراف۔	۱۱۳
۱۳۱	اِجازت۔	۱۱۳
۱۳۲	کھانے کے مکروہات۔	۱۱۳
۱۳۳	برکات سے محرومی' فاقہ' تنگدستی' بیماری کے اَسباب۔	۱۱۴
۱۳۴	ضروری ہدایات۔	۱۱۵
۱۳۵	پانی پینے کے آداب۔	۱۱۶
۱۳۶	متبرک پانی۔	۱۱۷
۱۳۷	پانی کی اَہمیت۔	۱۲۱
۱۳۸	پانی پاک ہونے کا وسیلہ۔	۱۲۱
۱۳۹	دوسرے مقام پر فرمایا۔	۱۲۲
۱۴۰	بقدر ضروریات پانی کا اُترنا۔	۱۲۳
۱۴۱	ہر چیز کی زندگی پانی کے وسیلہ سے۔	۱۲۳
۱۴۲	زمین میں زندگی پانی کے وسیلہ سے۔	۱۲۴
۱۴۳	ہر اُگنے والی چیز پانی کے وسیلہ سے اُگتی ہے۔	۱۲۴

۱۴۴	پانی پھلوں کی پیداوار کا وسیلہ۔	۱۲۵
۱۴۵	ایک پانی اور کئی رنگوں کے پھل۔	۱۲۵
۱۴۶	مشرکین کا عقیدہ۔	۱۲۵
۱۴۷	برکت والا پانی اور قبروں کی مثال۔	۱۲۶
۱۴۸	پانی پینے کے لئے۔	۱۲۶
۱۴۹	پانی کے برتن میں سانس لینا۔	۱۲۷
۱۵۰	بزرگ فرماتے ہیں۔	۱۲۷
۱۵۱	شیشہ یا کانچ کے گلاس میں پانی پینا۔	۱۲۷
۱۵۲	پاک میٹھا پانی۔	۱۲۷
۱۵۳	تین سانس میں پانی پینا۔	۱۲۸
۱۵۴	مشک کو اُلٹا کر کے اُس کے منہ سے پانی پینا منع ہے۔	۱۲۹
۱۵۵	کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت۔	۱۳۰
۱۵۶	سونے یا چاندی کے برتن میں پانی پینا۔	۱۳۰
۱۵۷	پہلے دائیں طرف دینا۔	۱۳۱
۱۵۸	یہ سُنّت ہے۔	۱۳۲
۱۵۹	باسی پانی پینا۔	۱۳۳
۱۶۰	ہاتھ سے پانی پینا۔	۱۳۴
۱۶۱	کرع۔	۱۳۴
۱۶۲	اُوندھے لیٹ کر پانی میں منہ ڈال کر پانی پینا منع ہے۔	۱۳۴
۱۶۳	لٹکی ہوئی مَشک سے پانی پینا۔	۱۳۵
۱۶۴	بزرگوں کا تبرک۔	۱۳۶

۱۶۵	آبِ زم زم اور بسم اللہ شریف کی برکتیں "کفار کا تجربہ اور تسلیم عظمت"۔	۱۳۶
۱۶۶	آبِ زم زم کھڑے پینا۔	۱۳۷
۱۶۷	پانی پلانے والا آخر میں پیئے۔	۱۳۸
۱۶۸	کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت اور رُتے۔	۱۳۸
۱۶۹	دائیں ہاتھ سے پانی پینا۔	۱۳۸
۱۷۰	وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔	۱۳۹
۱۷۱	اُونٹ کی طرح پانی نہیں پینا چاہیے۔	۱۳۹
۱۷۲	پانی پینے کی دُعا۔	۱۴۰
۱۷۳	کھانے پینے کے بعد اللہ جل جلالہٗ کا شکر کرنا۔	۱۴۰

حقوقِ فوت شدگان

ہدیہ 250 روپے

تالیف
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا
جامع مسجد نگینہ
977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36880028,0300-4274936

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّر اوجِ شرافت،
مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول
فنافی الرسول، پروانۂ توحید ورسالت، امین علم لدُنی، قطبِ جلی
نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

﴿نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی﴾

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرکزِ انوار وتجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ب
تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد

اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اِس تالیفِ لطیف کو
اُن تمام اہل ایمان کے نام منسوب کرتا ہے جو

نبی کریم رؤف ورحیم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خاتم النبیین
نبی قبلتین ساقی کوثر امام الانبیاء حبیب کبریاء شمس العارفین
سراج السالکین محبّ الفقراء والغرباء والمساکین
سیّد الثقلین نبی الحرمین وسیلتنا فی الدارین
صاحب قاب قوسین محبوب رب المشرقین والمغربین

حضرت سیّدنا ومولانا

محمد مصطفٰی

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

کے اِتباع میں دین و دُنیا کی کامیابی پر یقین رکھتے ہیں۔

نیاز آگین
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

حرفِ آغاز

ازقلم: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز

یہ حقیقت ہے کہ انسان کا غذا کے بغیر چارہ نہیں اس لئے کہ قواءِ بدن اور ترکیبِ طبیعت کھانا کھانے اور پانی پینے کے سوا ناممکن ہے لیکن شرطِ مروّت یہ ہے کہ اس میں زیادتی نہ کرے اور دن رات کھانے کی فکر میں ہی مشغول نہ ہو۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مَنْ كَانَ هِمَّتُهُ مَا يَدْخُلُ فِيْ جَوْفِهٖ كَانَ قِيْمَتُهُ مَا يَخْتَجُ مِنْهُ ''جو اِس بات کی ہمت کرے کہ جو کچھ ملے اُسے پیٹ میں بھر لے اُس کی قیمت وہی ہے جو پیٹ سے نکلی ہوئی چیز کی ہوتی ہے''۔ اور مزید راہِ حق کے لئے کھانے سے زیادہ مضرّت رساں کوئی چیز نہیں۔ حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ بھوک کی زیادہ تعریف کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر فرعون بھوکا رہتا تو ہرگز اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى نہ کہتا اور اگر قارون بھوکا ہوتا تو نافرمانی نہ کرتا اور ثعلبہ جب تک بھوکا رہا لوگ اُس کی تعریف کرتے تھے جب سیر ہوا تو اُس نے نفاق ظاہر کیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ کافروں کے بارے میں فرمارہا ہے ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (الحجر:۳) یعنی ''انہیں چھوڑ دو کہ کھائیں اور چند دن برتیں تو عنقریب وہ جان لیں گے''۔ اور فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ (محمد:۱۲) ''جو کافر ہوئے اور دُنیا سے برتتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے جانور کھاتے ہیں اُن کا ٹھکانا آگ

ہے"۔ لیکن جب کھانے سے پیٹ پُر ہوتا ہے تو بیہودہ گوئی چاہتا ہے اور شہوت زور پکڑتی ہے اور نفس اپنے نصیب کی طلب میں سر اُٹھاتا ہے کیونکہ مشائخ نے اُن کی صِفت میں کہا ہے: اَکْلُهُمْ کَاَکْلِ الْمَرْضٰی وَنَوْمُهُمْ کَنَوْمِ الْغَرْقٰی وَکَلَامُهُمْ کَکَلَامِ الثَّکْلٰی "اُن کا کھانا بیماروں کا سا کھانا ہے اُن کی نیند غرق ہونے والوں کی سی ہے، اُن کا بولنا مرے ہوئے بچے کی ماں کا سا بولنا ہے جیسا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: شَرُّ النَّاسِ مَنْ اَکَلَ وَحْدَهٗ وَضَرَبَ عَبْدَهٗ وَمَنَعَ رِفْدَهٗ "شریر ترین اِنسان وہ ہے جو تنہا کھائے اور غلام کو مارے اور بخشش وجود سے روکے۔

جب دستر خوان پر بیٹھیں تو خاموش نہ بیٹھیں کھانا شروع کریں تو بِسْمِ اللّٰهِ سے شروع کریں اور دستر خوان پر کوئی ایسی چیز نہ رکھیں اور نہ دِکھائیں جس سے ساتھی کراہت کریں اور شروع لقمہ نمکین سے ہونا چاہئے اور اپنے ساتھی کے ساتھ اِنصاف ملحوظ رکھیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ سے لوگوں نے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کے معنی پوچھے تو آپ نے فرمایا "عدل یہ ہے کہ اپنے رفیق کے لقمہ میں رفیق سے اِنصاف کرے اور اِحسان یہ ہے کہ رفیق کو لقمہ میں زیادہ حق دار سمجھے"۔

اور میرے شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اُس مدعی سے تعجب کرتا ہوں جو کہے کہ میں تارک الدنیا ہوں اور لقمہ کی فکر میں ہو اور کہا کہ اپنے ہاتھ سے کھائے اور دوسرے کے لقمے کی طرف نظر نہ ڈالے اور کھانے میں پانی کم پیئے مگر جب پیاس پوری لگ رہی ہو تو مضائقہ نہیں اور جب کھائے تو کم کھائے تاکہ جگر تر ہو جائے اور لقمہ بڑا نہ اُٹھائے اور اچھی طرح چبا کر کھائے جلدی نہ کرے کیونکہ جلدی کھانے سے بدہضمی کا خوف ہوتا ہے اور سُنّت کے خلاف ہے۔ جب کھانے سے فارغ ہو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور ہاتھ دھوئے۔

جو لوگ ساتھیوں سے خفیہ دعوت میں جائیں اور کھائیں۔ بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' یہ حرام ہے اور یہ مجلس کے ساتھ خیانت ہے اُولٰٓـئِکَ مَایَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ یعنی یہ لوگ وہ ہیں کہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھرتے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ جب جماعت ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہو تو تنہا دعوت میں جانا جائز ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اگر ایک ہو تو جائز ہے اور اگر چند احباب ہوں تو اِنصاف سے جو حق دار ہو اُسے بھیجا جائے۔ اِس لئے کہ تنہا پر سے حکم مجلس اُٹھ جاتا ہے اُس سے مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ اور سب سے بڑی بات مذہبِ صوفیہ میں یہ ہے کہ درویش کی دعوت روز کرے اور دنیا دار کی دعوت قبول نہ کرے اُن کے گھر نہ جائے اور اُن سے کچھ نہ مانگے کیونکہ اہلِ طریقت کی اِس میں توہین ہے' اِس لئے کہ دُنیا دار درویش کے محرم نہیں۔ غرضیکہ مردانِ طریقت دنیا دار سے نفع میں نہ ہوں اور اُس کی قلت سے درویش بنیں اور جو فقر کو غنا پر فاضل ہونے کا معترف ہو وہ دنیا دار نہیں ہوتا اگرچہ بادشاہ ہو اور جو فقر کا منکر ہو وہ دنیا دار ہے اگرچہ بھوکا ننگا ہو اور جب دعوت میں جائے تو کھانے یا نہ کھانے میں تکلف نہ کرے' مطابق ضرورت اور وقت بسر کرے اور جب دعوتِ محرم ہو تو جائز ہے کہ قبیلے کو لے جائے اور اگر محرم نہ ہو تو اُس کے گھر جانا جائز نہیں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ.

(ماخوذ از کشف المحجوب شریف)

تقدیم

از: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ

صوفی کی نیت نیک ہوتی ہے۔ اُس کا مقصد صحیح اور اُس کا علم وسیع ہوتا ہے۔ وہ آداب کی پابندی کرتا ہے۔ اِس طرح اُس کی تمام عادات عبادات میں شامل ہوجاتی ہیں۔ اِس طرح اُس کا تمام وقت صرف اللہ عزوجل کیلئے ہوتا ہے بلکہ اُس نے اپنی زندگی بھی اللہ عزوجل کی راہ میں نثار کردی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم) ''فرمادیجئے، میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت تمام جہانوں کے پروردگار اللہ (عزوجل) کیلئے (وقف) ہے''۔

چونکہ صوفی بشری ضروریات کا محتاج ہے۔ اِس لئے عادات کی چیزیں صوفی کے کاموں میں مداخلت کرتی ہیں۔ تاہم اُس کی بیدار مغزی اور نیک نیتی کا نور اُس کی عادات کا اِحاطہ کرتا ہے۔ اِس لئے اُس کی عادات منور ہوکر عبادت کی شکل اِختیار کرلیتی ہیں اور یہ منقول ہے کہ ''عالم کی نیند عبادت ہے اور اس کا سانس تسبیح (کے برابر) ہے''۔ اگرچہ نیند سراپا غفلت ہے مگر ہر وہ چیز جو عبادت کرنے میں مدد دے سکے، عبادت میں شامل ہے۔

اِس لئے کھانا تناول کرنا بھی ایک اہم چیز ہے۔ جس کیلئے بہت سی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ دینی اور دُنیاوی فوائد پر مشتمل ہے اور اِس کا جسم وقلب

دونوں سے تعلق ہے۔ بالخصوص جسم کی زندگی اسی سے وابستہ ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے اس سلسلے میں اپنا قانون بنایا ہے۔ علاوہ ازیں جسم قلب کی سواری ہے اور ان دونوں چیزوں سے دُنیا اور آخرت کی تعمیر ہوتی ہے۔

روایت ہے، جنت کی سرزمین چٹیل میدان ہے۔ تسبیح وتقدیس کے ذریعے اس میں پودے اُگتے ہیں اور جسم تن تنہا حیوانات کی فطرت پر (پیدا کیا گیا) ہے۔ اس کے ذریعے دُنیا کی تعمیر میں مدد ملتی ہے۔ روح وقلب فرشتوں کی فطرت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ اس کیلئے یہ دونوں چیزیں آخرت کی تعمیر میں مدد دیتی ہیں۔ دونوں کے اجتماع سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ جل جلالہ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے اِنسان کو مخصوص ترین جسمانی اور روحانی جواہر سے مرکب فرمایا ہے اور اسے زمینوں اور آسمانوں کی چیدہ چیدہ اشیاء کا گنجینہ بنایا ہے۔ اُس نے اس عالم ظاہر اور اس کی تمام چیزوں کو خواہ وہ نباتات ہوں یا حیوانات اِنسان کے جسم کو برقرار رکھنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے:۔ اُس نے زمین میں جو کچھ پیدا فرمایا ہے سب تمہارے لئے ہے' اُس نے نباتات کو حیوانات کا لازمۂ زندگی بنایا اور حیوانات کو اِنسان کا تابع بنایا تاکہ وہ اپنے جسم کو برقرار رکھنے کیلئے اُنہیں ذریعہ معاش بنائے۔

کھانا معدہ میں پہنچتا ہے جہاں چار اَخلاط ہوتی ہیں اور کھانے میں بھی چاروں اَخلاط ہوتی ہیں۔ لہٰذا جب اللہ ﷻ جسم کے مزاج کو معتدل رکھنا چاہتا ہو تو معدہ کی ہر خلط خانے سے اپنی صنفِ مخالف کو اَخذ کرتی ہے۔ حرارت (یعنی گرمی)، بُرودت (یعنی سردی) کو اِختیار کرتی ہے اور رطوبت (یعنی تری)، یبوست (یعنی خشکی) کو اختیار کرتی ہے۔ اس طرح مزاج معتدل ہو کر کجی سے محفوظ ہو جاتا ہے مگر جب اللہ ﷻ جسم کو فنا کر کے اِس کی عمارت کو ویران کرنا چاہتا ہو تو اُس وقت ہر خلط اپنے ہم جنس کھانے کو اَخذ کرتی ہے۔ اِس طرح طبیعت ناساز ہو جاتی ہے اور مزاج

درہم برہم ہوکر جسم کو بیمار کر دیتا ہے اور خدائے دانا و غالب کا اُس وقت یہی فیصلہ ہوتا ہے۔

حضرت وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں حضرت سیّدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال اِس طرح پڑھا ہے: (اللہ عزوجل فرماتا ہے)''میں نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا اور اُن کے جسم کو چار چیزوں یعنی رطوبت، یبوست، برودت (سردی) اور حرارت سے پیدا فرمایا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اُنھیں مٹی سے پیدا کیا جو خشک ہوتی ہے، اُن کو رطوبت پانی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، حرارت نفس کے ذریعے ملتی ہے اور ان کی برودت رُوح کی طرف سے ہے۔ نیز میں نے اِس تخلیقِ اوّل کے بعد چار قسم کے مزید اَخلاط پیدا کیے ہیں جن پر میری اِجازت سے جسم کے وجود کا دارومدار ہے اور خود اِن میں سے بھی کوئی ایک دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ یہ ہیں: (۱) صفراء۔ (۲) سوداء۔ (۳): خون اور (۴): بلغم۔

بعد اَزاں میں نے پہلی اَخلاط کی ایک ایک قسم کو دوسری اَخلاط کی ایک ایک قسم کے اَندر قائم کیا۔ چنانچہ خشکی کا مقام سوداء کو ٹھہرایا ہے اور رطوبت کا مقام صفراء کو اور حرارت کا مقام خون کو اور برودت کا مقام بلغم کو مقرر فرمایا۔ لہٰذا اگر یہ چاروں اَخلاط جن پر جسم کی بنیاد قائم ہے، بدن میں اِعتدال کے ساتھ موجود ہوں اور کم وبیش نہ ہوں بلکہ ہر ایک اپنے حصّہ کے مطابق موجود ہو تو صحت کامل رہے گی اور اِنسان تندرست رہے گا لیکن اگر اُن میں سے کوئی ایک بھی زیادہ ہو تو دوسروں کو شکست دے کر اُن پر زیادتی کر دے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس قدر اُس کا غلبہ ہوگا اُسی قدر بیماری زور پکڑے گی اور دوسری طاقتیں کمزور ہو جائیں گی۔

کھانے کے سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ وہ حلال ہو۔ حلال وہ چیز ہے جس کی شریعت میں بُرائی نہ کی گئی ہو۔ اِس طرح اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے بندوں کو بہت سہولت دی گئی ہے اگر شریعت میں اس قدر سہولت نہ ہوتی تو معاملہ نازک ہو جاتا اور حلال چیزوں کا حصول دُشوار ہو جاتا۔

صوفیہ کرام کا ایک طریقہ اور اَدب یہ ہے کہ منعم حقیقی کی نعمت کا شکر ادا کرنے کیلئے کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مفلسی کو دُور کرتا ہے''۔ یہ مفلسی کو دُور کرنے کا سبب اِس لئے ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے سے نعمت کا اَدب کے ساتھ اِستقبال ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے شکرِ نعمت کا اِظہار ہوتا ہے۔ اِس لئے ہاتھ دھونے سے نعمت میں اِضافہ اور فقر و فاقہ کا اِزالہ ہوتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی چاہے کہ اُس کے گھر میں خیر و برکت کا اِضافہ ہو تو وہ کھانا تیار ہونے پر ہاتھ دھوئے اور اللہ جل جلالہ کا نام لے''۔ قرآنِ کریم میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:- .....وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ..... (الانعام:۱۲۱) ''جس پر اللہ (عزوجل) کا نام نہ لیا جائے، اُس میں سے نہ کھاؤ''۔

اِس کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھی جائے، اِس کے وجوب میں حضرت اِمام شافعی اور حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اِختلاف ہے۔ تاہم صوفی اِس کی ظاہر تفسیر سے واقف ہونے کے بعد یہی سمجھتا ہے کہ کھانا کھانے کے وقت اللہ عزوجل کا ذکر ضرور ہونا چاہئے۔ اِس وقت وہ اللہ جل جلالہ کے ذکر کو فریضہ اور اَدب میں شمار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کھانے پینے سے نفس کا قیام اور اِس کی خواہشوں کی پیروی ہوتی ہے۔ لہٰذا اِس کی رائے میں اللہ عزوجل کا ذکر اِس کی دوا اور تریاق ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اِتنے میں ایک بدو آیا اور اُس نے دو لقمے کھا لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ اللہ (عزوجل) کا نام لے لیتا تو تمہارے لئے یہ کھانا بہت کافی ہوتا۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ پہلے بسم اللہ (شریف) پڑھے اگر بِسْمِ اللّٰهِ (شریف) پڑھنا بھول

جائے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ۔

مستحب یہ ہے کہ انسان پہلے لقمے پر بِسْمِ اللّٰہِ (شریف) کہے۔ دوسرے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ کہے اور اور تیسرے لقمے میں اسے مکمل کرے۔ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) کہے۔ پانی تین گھونٹ میں پینا چاہئے۔ پہلے گھونٹ پر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ پڑھا جائے۔ دوسرے گھونٹ پر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور تیسرے گھونٹ پر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا جائے۔

جس طرح معدہ کے اَخلاط ہیں اور وہ کھانے کے مزاج سے موافقت کرتے ہیں۔ اسی طرح قلب کا بھی ایک مزاج اور طبیعت ہے مگر صرف بیدار مغز اور اربابِ ہوش، قلب کی ناسازیٔ طبع کو پہچانتے ہیں۔ چنانچہ کبھی کسی لقمہ کو تناول کرنے سے طیش کی گرمی پیدا ہوتی ہے جس سے فضول کاموں کی تحریک نمایاں ہوتی ہے اور کبھی قلب میں کسل مندی (یعنی سستی) کی برودت پیدا ہو کر فرائض سے کوتاہی کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور کبھی سہو وغفلت کی رطوبت ظاہر ہوتی ہے اور کبھی عجلت پذیر قسمتوں کی بناء پر فکر وغم کی خشکی رونما ہوتی ہے۔ بہر حال یہ ایسے عوارض ہیں جنہیں ایک ہوشیار اور بیدار مغز انسان جلد سمجھ لیتا ہے۔ اُس کے خیال میں ان عوارض کے ذریعے جسم میں تغیر پیدا ہو کر قلب کا مزاج بھی اعتدال سے منحرف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب جسم کیلئے اعتدال ضروری ہے تو قلب کیلئے یہ بدرجۂ اولیٰ ضروری ہے۔ بلکہ قلب میں جسم کی بہ نسبت بہت جلد اعتدال سے انحراف پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس طرح کے انحراف سے قلب بیمار ہو جاتا ہے اور جسم کے مرنے سے قلب بھی مرجاتا ہے۔ لہٰذا اللہ عزوجل کا نام ایک مفید ومجرب دوا ہے جو نہ صرف بُرائیوں سے بچاتی ہے بلکہ اُس کی بیماری کو دُور کر کے شفائے کلی بخشتی ہے۔

حکایت ہے کہ حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ جب طوس واپس آئے تو

اُنہیں بتایا گیا کہ کسی گاؤں میں ایک بزرگ رہتے ہیں۔ اُنہوں نے اُن کی زیارت کا قصد کیا اور ایک جنگل میں اُن سے ملاقات کی جہاں وہ زمین میں گیہوں کی تخم پاشی کررہے تھے۔ جب اُس بزرگ نے حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کو دیکھا تو وہ اُن کے پاس آئے اور اُن کی طرف متوجہ ہوئے۔ اِتنے میں اُن کے ایک ساتھی نے آکر اُن سے گیہوں کے بیج مانگے تاکہ وہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے دوران اپنے شیخ کا کام سرانجام دے مگر اُنہوں نے بیج دینے سے اِنکار کیا۔ جب حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے اِنکار کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے، میں حضورِ قلب اور زبان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے ہوئے تخم پاشی کرتا ہوں، اس طرح مجھے توقع ہوتی ہے کہ جو اِسے تناول کرے گا اُسے برکت حاصل ہوگی۔ لہٰذا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ انہیں ایسے شخص کے سُپرد کروں جو حضورِ قلب اور زبان سے ذکر کا وِرد کئے بغیر تخم پاشی کرے۔

ایک درویش کھانے کے وقت کسی سورتِ مبارکہ کی تلاوت شریف شروع کردیتے تھے اور اِسی میں وہ وقت گزارتے تھے تاکہ کھانے کے اجزاء ذکر کے انوار و تجلیات سے معمور ہوجائیں۔ اِس طرح کھانے کے بعد کوئی بُرائی رُونما نہیں ہوتی تھی اور نہ قلب کے مزاج میں تغیر پیدا ہوتا تھا۔

ہمارے شیخ محترم حضرت ابوالنجیب سہروردی علیہ الرحمہ فرماتے تھے: ''میں کھانے کے وقت بھی نماز پڑھتا ہوں''۔ اِس قول میں اِس طرف اِشارہ ہے کہ کھانے کے وقت بھی حضورِ قلب باقی رہتا تھا جو کھانے کے وقت دیگر مشاغل کو روک دیتا تھا تاکہ پریشانئ خاطر نہ ہو۔ اِس طرح کھانے کے موقع پر وہ ذکر اور حضورِ قلب کے زبردست اثرات کو محسوس کرتے تھے اور اِس میں غفلت کی گنجائش نہیں رکھتے تھے۔

کھانے کے موقع پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت پر غور کرنا بھی ذکر میں داخل ہے۔ جیسے دانتوں کے بارے میں غور کرنا جو کھانے میں مدد دیتے ہیں۔ کچھ دانت غذا کو توڑتے ہیں، کچھ کاٹتے ہیں، کچھ غذا کو پیستے ہیں۔ اِس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے منہ کے اندر

شیریں پانی رکھا ہے تاکہ ذائقہ خراب نہ ہو۔ اس کے برخلاف آنکھوں کے پانی کو نمکین رکھا ہے تاکہ وہ خراب نہ ہوں بلکہ منہ اور زبان سے رطوبت اس لئے برآمد ہوتی ہے تاکہ نگلنے اور چبانے میں آسانی ہو۔ نیز قوتِ ہاضمہ کو کھانے پر مسلّط اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ غذا کو جُدا کرکے اُس کا تجزیہ کرتی ہے اور جگر بھی اُس کو مدد دیتا ہے بلکہ جگر آگ کی مانند ہے اور معدہ ہانڈی کی طرح ہے۔ لہٰذا جس قدر جگر خراب ہوگا اُسی قدر ہاضمہ کم ہوکر کھانے کو خراب کرے گا اور ہر عضو کو اُس کا حصّہ نہ مل سکے گا کیونکہ تمام اُعضاء پر جگر، تلی اور گردوں کا اثر ضرور ہے، جس کی تفصیل اگر بیان کی جائے تو بات طویل ہوجائے گی۔

جو کوئی عبرت حاصل کرنا چاہے وہ علم تشریح الاعضاء کا مطالعہ کرے۔ اُس وقت وہ قدرتِ خداوندی کے کرشموں سے باخبر ہوگا کہ کس طرح اُعضاء ایک دوسرے سے تعلق رکھ کر اور تعاون کرکے غذا کی اِصلاح کرتے ہیں اور اِس سے قوت حاصل کرتے ہیں۔ اِس کے بعد وہ غذا خون، فضلہ اور دُودھ میں تقسیم ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ گوبر اور خون سے وہ خالص دُودھ برآمد ہوتا ہے جو پینے والوں کے حلق سے بہ آسانی اُتر جاتا ہے۔ یہ اللہ جل جلالہ کی برکتیں ہیں جو مخلوق کا خالق ہے۔ لہٰذا کھانے کے وقت اِن تمام باتوں پر غور کرنا اور اللہ جل جلالہ کی حکمت وقدرت کا پتا چلانا بھی ذکر میں شامل ہے۔

کھانے کی اِس روحانی بیماری کا علاج جس سے قلب کا مزاج متغیر ہوجائے یہ ہے کہ آغازِ طعام میں اللہ عزوجل سے یہ دُعا مانگے کہ وہ کھانے کو اِطاعت کا مددگار بنائے وہ دُعا یہ ہے:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّمَا رَزَقْنَا مِمَّا تُحِبُّ اجْعَلْهُ عَرْفَالَنَا عَلٰی تُحِبُّ وَمَا رَوَيْتُ عَنَّا مِمَّا تُحِبُّ اِجْعَلْهُ فَرَاغًا لَّنَا فِيْ مَا تُحِبُّ ط

(ماخوذ از عوارف المعارف)

اظہارِ محبت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم ایمان والوں پر بے حد احسان وشکر ہے کہ اُس ذاتِ کریمہ عزَّ وجلَّ نے ہمیں اَن گنت نعمتوں سے نوازا ہے اور اِن سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہیں۔ کیونکہ باقی تمام نعمتیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے سے ہم ایمان والوں کونصیب ہوئیں۔ جیسا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ خود فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے عطاء فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''۔

ہم اِیمان والوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی اِن دی ہوئی نعمتوں کا حق ادا کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنسان کو دُنیا میں بھیجنے کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (الذاریات:۵۶) ''اور میں نے جن اور انسان اِس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔'' مومن کی زندگی کا ہر لمحہ عبادت ہے بشرطیکہ اطاعتِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہو۔ مومن کا کھانا پینا بھی عبادت ہے۔ اِنسان خوراک وپانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں روح پرور ارشادِ مبارک فرمایا ہے:.... کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ .... (البقرۃ:۶۰) ''کھاؤ اور پیو اللہ (عزوجل) کے دیئے ہوئے رزق میں سے''۔

ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پوری نورانی زندگی مبارک پوری کائنات کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ تو کیوں نہ ہو کہ ہم کھانا کھانے اور پانی پینے کے عمل کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرمائے ہوئے اِرشادِ مبارک کے مطابق

ادا کریں۔ اس سے جسم کی ضروریات کے پورے ہونے کے ساتھ ساتھ اطاعتِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی ہو جائے گی۔

اسی سلسلہ میں بندۂ ناچیز محمد عثمان علی یوسفی کے مرشد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) دامت برکاتہم القدسیہ نے ''کھانے پینے کے آداب'' کے نام سے زیر نظر کتاب تالیف فرمائی ہے۔ یہ تالیف تین جامع حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں رزقِ حلال کا بیان ہے اور دوسرے حصے میں کھانا کھانے کے آداب اور تیسرے حصے میں پانی پینے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتاب ''کھانے پینے کے آداب'' کو اس لئے تصنیف فرمایا گیا تاکہ لوگوں کا کھانا اور پینا بھی سرکارِ کائنات ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ کے مطابق ہو کر ثواب کا باعث بن سکے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ناچیز کو بہت سی ایسی باتوں کا علم ہوا ہے جو پہلے کبھی معلوم ہی نہ تھیں۔ مثال کے طور پر کھانا کھانے سے پہلے مجلس میں شریک سب افراد کے ہاتھ پہلے دُھلانے چاہئیں اور بزرگ شیخِ طریقت یا والدِ محترم کے ہاتھ آخر میں دُھلانے چاہئیں اور کھانا کھانے کے بعد سب سے پہلے بزرگ یا شیخِ طریقت یا والدِ محترم کے ہاتھ دھلانے چاہئیں اور بعد میں دوسرے احباب کے۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنی زندگی کو تبلیغِ اسلام کے لئے وقف کر رکھا ہے تاکہ لوگوں تک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا پیغام پہنچایا جا سکے۔ یہ پیغام کبھی پرنٹ میڈیا، کبھی الیکٹرانک میڈیا اور کبھی ٹیلی کمیونیکیشن کے ذریعے عوام الناس تک پہنچ رہا ہے۔ عوام الناس تک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا پیغام پہنچانے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل درآمد اور دینی بھائیوں کو دعوت و تبلیغ کا طریقہ سکھانے کے لئے سیّدی مرشدی ہر ہفتہ کی شب بعد از نمازِ عشاء جامع مسجد نگینہ گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور میں تربیتی و تعلیمی

اجتماع میں بیان بھی فرماتے ہیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) دامت برکاتہم القدسیہ علم کا سمندر ہیں۔ اکثر آپ کے اجتماعات میں درس وتدریس کے بعد سوالات و جوابات کی نشست کا سلسلہ ہوتا ہے۔ جس میں سننے والے آپ سے سوالات کرتے ہیں اور آپ قرآنِ مجید واحادیثِ مبارکہ کے مطابق اُن کے جوابات اِرشاد فرماتے ہیں۔

بزرگو دوستو! آج کے اِس دور میں ہم مسلمان لوگ ربّ کریم ﷻ اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مقدس اِرشادات کو بھول کر ''یہود وہنود'' کی نقالی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ قرآنِ مجید میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ .... (ھود:۱۱۳)

''اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا ہے کہ وہ ہمیں سیّدی مرشدی کی اِس تصنیف کو پڑھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے میرے شیخ کامل کو صحت وتندرستی والی عمرِ خضری عطا فرمائے تاکہ ہم اُن کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ مستفید ہوتے رہیں۔ آمین!

دُعا کا طلبگار

محمد عثمان علی یوسفی

رزقِ حلال

رُوحانی صحت کیلئے ظاہری وباطنی پاکیزگی بنیادی حیثیت رکھتی ہے یادرہے کہ غسل کرلینا، باوضو ہوجانا، پاک صاف ستھرے نئے یا دُھلے ہوئے کم قیمت یا بیش قیمت کپڑے پہن کر خوشبو لگا لینے کا نام ہی ستھرائی نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں اَصل ستھرائی تب حاصل ہوتی ہے، جب کپڑے، کھانا پینا یہ تمام چیزیں حلال مال سے ہوں۔ حرام مال سے پلنے والا جسم، زیب وزینت اور خوش پوشی، غسل ووضو دیکھنے والوں کی نگاہوں کے لئے تو باعث کشش ہوسکتا ہے مگر ربّ ذوالجلال والاکرام کی نگاہِ پاک اور قانون پاک میں اَیسی زیبائش اور چمک دمک کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں۔

ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنا ہوگی کہ جب تک رزقِ حلال نہ کمایا جائے گا اور کھانا پینا اور پہننا حلال مال سے نہ ہوگا تو کسی عبادت اور تسبیح کا روحانی فائدہ ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ نیز اس حقیقت سے چشم پوشی کرنے والا جو حرام کمائی سے گزربسر کرے پھر فخر کرے اور حرام مال ہی سے ربّ کائنات عزوجل کی راہ میں خرچ کرے' قطعاً منزلِ مراد کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اللہ جل جلالہ ناپاک مال ہرگز قبول نہیں فرماتا۔

قرآنِ مجید میں ربِّ ذوالجلال والاکرام نے بڑی وضاحت کے ساتھ رزقِ حلال کے بارے میں اَحکام فرمائے ہیں اور اَحادیثِ مبارکہ میں پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاداتِ مبارکہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ رزقِ حلال تمام عبادات اور معاملات کی روح ہے۔ اَنبیاء کرام علیہم السّلام جو معصوم عن الخطاء ہیں یعنی ارادۂ خطاء سے بھی پاک' نفوسِ قدسیہ ہیں اُنہیں طیب اور حلال رزق کی اہمیت کے پیشِ نظر قرآنِ مجید میں فرمایا ہے: یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ط ....

(المؤمنون:۵۱) ”اے پیغمبرو (علیہم السلام)! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اعمالِ صالح کرو“۔ تا کہ دُنیائے اِنسانیت میں رزقِ حلال کی اہمیت کا علم عام ہو جائے۔

اِسی طرح اللہ عزّوجلّ نے اہلِ ایمان کو بھی فرمایا ہے:-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ....(البقرہ:۲:۱۷۲) ”اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ“۔ بلکہ پوری اِنسانیت کو فرمایا: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ..... (البقرۃ:۱۶۸) ”اے لوگو! کھاؤ اُس میں سے جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے“۔

سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۸۸ اور سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۱۴ میں اِرشادِ ربانی ہے: وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ..... ”اور کھاؤ (اُس میں سے) جو اللہ (عزّوجلّ) نے تمہیں (حلال روزی) عطا فرمائی ہے“۔ حلال وہ ہے جو حرام نہ ہو اور طیّب وہ ہے جو چیز ناپاک نہ ہو۔

رزق:

لغت میں رزق کے دو معنی ہیں (۱) عطا، یعنی دی ہوئی چیز اور (۲) حصہ۔ اِصطلاح میں رزق وہ ہے جس سے کوئی جاندار چیز نفع حاصل کرے یا جو غذا' اللہ کریم کی طرف سے ذی حیات کو نشوونما کے سامان کے طور پر ملے۔ لہٰذا ہوا' پانی' لباس' غذائیں' زمین اور اَولاد وغیرہ غرضیکہ دُنیا کی ہر نعمت رزق ہے۔

حَلٰلًا:

یہ لفظ حَلٌّ سے بنا ہے جس کے اَصلی معنی گرہ کھولنے کے ہیں جیسے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ (طٰہٰ:۲۷) ”اور میری زبان کی گرہ کھول دے“۔

حلال' حرام کی ضد ہے یعنی جس پر رکاوٹ کی گرہ نہ ہو، کھلی ہوئی چیزیں۔ شریعت میں حلال وہ ہے جس کی ممانعت نہ ہو۔ شرعی اِصطلاح میں حلال اور حرام کا تعین اللہ جلّ جلالہٗ اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء

یعنی علماء اور مجتہدین' قرآنِ مجید واحادیثِ مبارکہ کی رو سے کرتے ہیں۔ اگر شریعتِ مطہرہ میں اِس قدر سہولت نہ ہوتی تو معاملہ نازک ہو جاتا اور حلال چیز کا حصول دشوار ہو جاتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے دین و دُنیا کے قانون کی اِس طرح تقسیم فرمائی ہے کہ آخرت کو اُجر کی جگہ فرمایا ہے اور دُنیا تگ ودو اور جدوجہد کیلئے وقف کر دی۔ یہ سعی حصولِ رزق ہی کا ذریعہ نہیں بلکہ آخرت کیلئے زادِ راہ فراہم کرنے کا وسیلہ بھی ہے۔

بعض دفعہ ایک طاقتور اِنسان چھین کر اور کمزور چُرا کر بھی کھا لیتا ہے مگر یہ صفت حیوانات اور درندوں کی ہے۔ ایک جانور نسبتاً کمزور جانور سے چیز چھین لیتا ہے۔ ایک کتا دوسرے کتے سے ہڈی جھپٹ لیتا ہے۔ شیر کمزور جانوروں کو چیر پھاڑ کر اُن کا خون پی جاتا ہے، کم وبیش تمام درندے اپنا رزق طاقت اور چھینا جھپٹی سے حاصل کرتے ہیں۔ بندہ مومن کے سر پر اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے اشرف المخلوقات ہونے کا تاج رکھا ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۷﴾ (البینۃ:۷) ''بے شک جو اِیمان لائے اور اچھے کام کئے' وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں''۔ یعنی اشرف المخلوقات ہیں۔ ویسے اِنسان کے بارے میں مطلقاً فرمایا: لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾ (التین:۴) ''بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا''۔ مگر کفر کی وجہ سے تمام مخلوق سے بدتر ہو گیا۔ فرمانِ ربِّ ذوالجلال والاکرام ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۶﴾ (البینۃ:۶) ''بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اُس میں رہیں گے' وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں''۔ قرآنِ مجید میں دو مختلف مقامات پر اللہ جل جلالہٗ نے کافروں کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے۔

''بے شک جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور اِنسان، وہ دل رکھتے ہیں جس

میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں رکھتے ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان رکھتے ہیں جن سے سنتے نہیں۔ .... اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ○ (الاعراف:۱۷۹) ''وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ، وہی غفلت میں پڑے ہیں''۔ اپنے پیارے محبوب کریم رؤف و رحیم ﷺ سے فرمایا:۔ ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم یہ مشرکین اور کفار) جب آپ (ﷺ) کو دیکھتے ہیں تو آپ (ﷺ) سے ٹھٹھا کرتے ہیں' (اور کہتے ہیں) کیا یہ ہیں جن کو اللہ (عزوجل) نے رسول (ﷺ) بنا کر بھیجا ہے؟ قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم اِن پر صبر نہ کرتے اور اَب جاننا چاہتے ہیں جس دن عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا؟ کیا آپ (ﷺ) نے اُسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا معبود بنالیا تو کیا آپ (ﷺ) اُس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے یا یہ سمجھے ہو کہ اُن میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں''؟ بلکہ .... اِنۡ ھُمۡ اِلَّا کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ○ (الفرقان: ۴۴) ''وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ اُن سے بھی بدتر گمراہ''۔ جانوروں اور کفار و مشرکین سے ہٹ کر بندۂ مومن حصولِ رزق میں فہم و اِدراک سے صحیح اور جائز طور پر کام لے، طاقت کا غلط استعمال نہ کرے اور سفلی جذبات کو اِنصاف کے تقاضوں پر غالب نہ آنے دے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم نے سامانِ معیشت حاصل کرنے کے لئے فرمایا ہے: فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ.... (الجمعہ:۱۰) ''تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ (جل جلالہ) کا فضل تلاش کرو''۔ (اِس سے مراد رزقِ حلال ہے)

حلال روزی کمانا فرض ہے:

حلال روزی کیلئے کوشش کا درجہ بھی فرض کا درجہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طَلَبُ

کَسبِ حَلَالٍ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ [1] ''حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے''۔ ایک حدیث شریف جس کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عظیم بیان کرتے ہیں کہ ''طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ'' [2] ''رزقِ حلال کی طلب ہر مسلمان پر واجب ہے''۔ جو حلال روزی کماتا ہے اُس کا دِل نور سے معمور ہوتا ہے اور حکمت وعقلمندی رزقِ حلال سے بڑھتی ہے۔

جو چیز بیک وقت فرض بھی ہو اور واجب بھی اُسے حاصل کرنے پر سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ ''طَلَبُ حَلَالٍ جِهَادٌ'' [3] ''حلال روزی کی تلاش کرنا جہاد ہے''۔

ترغیبِ رزقِ حلال:

اِسلام اَحکامِ اِلٰہی کے مطابق اِس کارخانہ حیات میں بھرپور حصہ لینے کا نظام عطا فرماتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مالی) اِمداد چاہی (خیرات مانگی) تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا: تیرے گھر میں کوئی چیز ہے۔ اُس نے عرض کیا' میرے پاس ایک ٹاٹ ہے۔ ہم (گھر والے) کچھ بچھا لیتے ہیں اور کچھ اَوڑھ لیتے ہیں اور ایک برتن ہے جس میں پانی پی لیتے ہیں۔ فرمایا: ''دونوں چیزیں ہمارے پاس لے آؤ''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں چیزوں کو لانے کے لئے حکم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو درہم میں دونوں چیزیں بیچ دیں اور اُس صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ایک دِرہم کا گھر والوں کیلئے غلہ خرید لے اور ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر

---

[1] مشکوٰۃ ص ۲۴۲' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۹۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۲۸' کنز العمال حدیث نمبر ۹۲۳۱' کشف الخفاء للعجلونی جلد ۲ ص ۴۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۴۷' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۶ (طبرانی اور الترغیب والترہیب میں کسب کا لفظ نہیں ہے)۔

[2] مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۹۱' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۶' کنز العمال حدیث نمبر ۹۰۲۴۔

[3] کنز العمال حدیث نمبر ۹۲۰۵۔

میرے پاس لا۔ وہ کلہاڑی لایا، آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اُس میں لکڑی کا دستہ ڈال دیا (ٹھونک دیا) اور فرمایا: ''جاؤ، لکڑیاں کاٹو اور بیچو''۔ پھر وہ صاحب لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے اور دس درہم کما لئے۔ اُس نے کچھ درہموں سے کپڑا اور کچھ سے غلہ خریدا۔ حضورِ انور ﷺ نے فرمایا: کہ تمہارے لئے یہ اُس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوالات تمہارے منہ پر داغ بن کر آئیں''۔ [۴]

حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ابرِ کرم اگرچہ ہر سائل پر ہر وقت برستا ہے مگر آپ ﷺ کو گداگری ناپسند ہے۔ اِسلام کسبِ معاش کو اِنتہائی نیک عمل قرار دیتا ہے مگر اِس شرط کے ساتھ کہ کسبِ معاش کے طریقے جائز ہوں۔

طیّب کھانا:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ وَ اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ [۵] ''سب سے بہتر غذا جو تم کھاؤ وہ تمہاری اپنی کمائی ہے اور تمہاری اَولاد تمہاری اپنی کمائی سے ہے''۔ یعنی تمہاری اَولاد کی کمائی بھی تمہاری اپنی ہے۔

اِس پُرفتن دَور میں جبکہ حلال و حرام کا اِمتیاز لوگ مٹاتے چلے جا رہے ہیں۔ اِس دَور میں رزقِ حلال کمانا بہت بڑی عبادت ہے۔ جو شخص حلال اور حرام کا اِمتیاز کرے اور مشتبہ چیزوں سے بچے وہ اپنا دین اور اپنی آبرو بچا لے گا۔ جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں واقع ہو جائے گا۔ [۶]

حرام سے بچنے والے کے لئے غیبی اَسباب:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند حضرت سالم بن عوف رضی اللہ عنہ کو

۴؎ مشکوٰۃ ص ۱۶۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۹، ابن ماجہ ص ۱۵۸، دُرِ منثور جلد ۱ ص ۹۶۔ ۵؎ مسند احمد جلد ۲ ص ۱۷۸، ابن ماجہ ص ۱۶۶، مشکوٰۃ ص ۲۳۲، کنز العمال حدیث نمبر ۹۲۲۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۳۵۸۔ ۶؎ مشکوٰۃ ص ۲۴۱، بخاری جلد ۱ ص ۲۷۵، ابن ماجہ ص ۲۹۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۶۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۵۴، مسلم جلد ۲ ص ۲۸، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۰۷، دارمی جلد ۲ ص ۲۴۵۔

مشرکین قید کر کے لے گئے۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے فقر و فاقہ اور بیٹے کی گرفتاری کا ذکر کیا۔ تو رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تقویٰ اختیار کرو، حرام سے بچو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کثرت سے پڑھو۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ چند روز بعد بیٹا آ گیا۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بیٹا دشمن کے ایک سو اُونٹ گھیر لایا ہے۔[1] ایک روایت میں ہے کہ چار ہزار بکریاں لایا ہے۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا یہ مال ہمارے لئے حلال ہے؟ فرمایا: ہاں! حربی کافر کا سامان جائز ہے۔ اِس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے فرمایا: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ .... (الطلاق: ۳)

''اور جو اللہ (جل جلالہ) سے ڈرے، اللہ (عزوجل) اُس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے روزی عطا فرمائے گا جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہو''۔ معلوم ہوا تقویٰ اور پرہیز گاری اِختیار کرنے اور حرام سے بچنے والے کو غموں سے نجات اور غیب سے برکت والی روزی حاصل ہوتی ہے۔

غذا یعنی کھانا زندگی کی بقاء کے لئے لازمی امر ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اِنسان کی پیدائش سے قبل ہی اِس کی خوراک کا اِنتظام فرمایا ہے، جونہی بچہ پیدا ہوتا ہے شیرِ مادر کا نور اُس کی غذا بنایا جاتا ہے۔ جبکہ رزق کی تلاش اور اُس کا حصول ربّ ذوالجلال والاکرام نے عبادت بنا دیا ہے بلکہ نماز کی طرح رزقِ حلال کے حصول کو عبادت فرمایا گیا ہے۔

یہ حقیقت تسلیم کرنا روح کی سلامتی کیلئے ضروری ہے کہ اِنسان رزق کھانے کیلئے پیدا نہیں ہوا بلکہ رزق اِس کی غذا کیلئے پیدا فرمایا گیا ہے۔ اِس مختصر سی زندگی میں وہ خوراک جو اِس اِنسان نے کھانی ہے ربِّ ذوالجلال والاکرام کے پیارے محبوب نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے آداب سکھائے اور پڑھائے ہیں تاکہ حیوانِ مطلق اور حیوانِ ناطق میں اِمتیاز ہو سکے۔ اگر حضرت اِنسان اُن آداب کو اپنا لے گا تو وہ

---

[1] ابن کثیر جلد ۴ ص ۳۴۲ ۔ خزائن العرفان۔

لمحات اور گھڑیاں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کی بندگی، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پیروی اور بندے کی روحانی ترقی کا ذریعہ بنیں گے۔ اِس لئے وہ آداب جاننے چاہئیں جن سے حضرت اِنسان کا کھانا زندگی کی بقاء اور روح کی غذا اور روحانیت کے عروج کا سبب بنے۔

جنت سے دُوری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو گوشت حرام سے پلا وہ جنت میں نہیں جائے گا اور جو گوشت حرام سے پلے اُس سے آگ بہت قریب ہے۔ ۸ (اِس سے مراد حرام کمانے والا ہے)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِیَ بِحَرَامٍ** ۹ ''وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی غذا حرام سے ہے''۔

شبہ والی چیز سے بچنا:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ لَا یَعْلَمُھُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُھَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِی الشُّبُھَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ** ۱۰ ''حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اِن دونوں کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں۔ جنہیں بہت لوگ نہیں جانتے تو جو شبہات سے بچے گا وہ اپنا دین اور اپنی آبرو بچالے گا اور جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں واقع ہوجائے گا''۔ (یعنی محرمات میں بھی پھنس جائے گا) **کَالرَّاعِیْ**

---

۸ مشکوٰۃ ص ۲۴۲ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۱ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۴۷ مختصراً (عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۹۳ مختصراً (عن ابن عباس وحذیفہ رضی اللہ عنہ)۔ ۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۸۷ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۵۳ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۹۳۔ ۱۰ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۹۴ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۵۳ مسند بزار جلد ۲ ص ۵۱۴ ابویعلیٰ جلد ۱ ص ۸۵۔۸۴۔

یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْهِ اَلَاوَاِنَّ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمًی اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً وَ اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ [۱۱] جیسے کوئی چرواہا شاہی چراگاہ کے آس پاس چرائے تو قریب ہے کہ اُس میں جانور چرلیں (اس لئے بیگانی چراگاہ سے دُور رہنا چاہئے) آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ جَلَّ جَلَالُهٗ کی مقرر کردہ چراگاہ اُس کے محرمات ہیں۔ آگاہ رہو کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ (گوشت کا ٹکڑا) دِل ہے''۔

شک والی چیز کو چھوڑنا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات یاد کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِیَةٌ وَّاِنَّ الْکِذْبَ رِیْبَةٌ [۱۲] ''جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ دے' اُس چیز کی طرف رجوع کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔ کیونکہ سچ اِطمینان ہے اور جھوٹ تردُّد''۔ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے پتا چلا حرام تو حرام' شک والی چیز کو بھی ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ اگر دِل کو کھٹکا لگے کہ نہ معلوم یہ چیز حرام ہے یا حلال تو اُسے چھوڑ دینا چاہئے۔

یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ اپنے آپ کو بڑے تہذیب یافتہ پڑھے لکھے سمجھنے والے بعض حضرات پھل والے کی دکان پر کھڑے پھل بھی خریدتے ہیں اور مالک کی

---

[۱۱] مشکوٰۃ ص ۲۹۱' بخاری جلد ۱ ص ۲۲۵' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۷۳' دارمی جلد ۲ ص ۳۵' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۵ ص ۲۶۴' شرح السنۃ جلد ۴ ص ۲۰۷' نصب الرایہ جلد ۲ ص ۴۹۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۸۴۔ [۱۲] المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲۲ ص ۱۴۷' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۰۰' جلد ۲ ص ۱۱۲' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۵ ص ۳۳۵' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۲۸ (مختصراً) الترغیب والترھیب جلد ۲ ص ۵۵۸' مشکوٰۃ ص ۲۴۲۔

مرضی کے بغیر اُس کی مختلف چیزیں انگور، کھجور وغیرہ بھی کھا لیتے ہیں۔

قارئینِ کرام یاد رکھیں! اللہ والوں نے کس قدر تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کی اور مقام پایا۔ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، واقفِ اُمورِ حقیقت، قدوۃ الصالحین، امینِ علمِ لدُنی، پیکرِ صدق وصفا، نیرِ اُوجِ شرافت، یوسفِ مصرِ محبت، قطبِ جلی، نائبِ غوث الثقلین حضرت قبلہ باباجی سرکار حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی دوست کھانے کی دعوت دے اور مہمان کھانا کھائے۔ کھانے کے بعد اگر اُس کے دانتوں میں روٹی یا بوٹی کا کوئی ذرہ پھنس جائے اور میزبان کی الماری میں ٹوتھ پکس نظر آئیں تو وہ بھی اُس کی اجازت کے بغیر اِستعمال نہیں کرنا چاہیے۔

مقامِ تقویٰ کیسے حاصل ہوتا ہے؟

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا لِمَا بِهٖ بَاْسٌ** [۱۳] ''اِنسان اُس وقت تک تقویٰ کے مقام کو نہیں پہنچتا جب تک اُس کام کو جس میں بُرائی ہو، ترک نہ کر دے، حرام سے بچنے کیلئے۔ جیسا کہ اُس مباح میں اندیشہ ہو کہ اُس کی وجہ سے حرام میں پڑ جائے گا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی راہ میں:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی ذات بے پرواہ اور بے نیاز ہے اُسے کسی کی حاجت نہیں۔ جسے کسی کی حاجت ہو اور جو کسی کا نیاز مند ہو وہ الٰہ اور معبودِ برحق نہیں ہو سکتا۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کو کسی کے مال کی قطعاً نہ پرواہ ہے نہ ضرورت۔ اگر اللہ جل جلالہٗ لوگوں کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لئے فرماتا ہے تو اُسے پہلے اپنی طرف سے عطا فرماتا ہے پھر اُس میں سے خرچ کرنے کی دعوت دیتا ہے پھر دس گنا سے

---

[۱۳] مشکوٰۃ ص ۲۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۳۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۵۹، طبرانی جلد ۱۷ ص ۱۶۹، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۵۱۔

سات سو گنا بلکہ اُس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے اور خوش خبری بھی دیتا ہے، لیکن اُس نے یہ بھی واضح فرما دیا ہے تم جو کچھ کماؤ وہ حلال روزی ہونی چاہیے اور جو کچھ میری راہ میں خرچ کرو وہ بھی رزقِ حلال ہونا چاہیے۔

قارئینِ کرام! اگر کوئی شخص سود، رشوت، ڈاکہ، چوری، جوا اور لوٹ کھسوٹ جیسے ناجائز طریقوں سے مال حاصل کرتا ہے اور اُس مال میں سے اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی راہ میں قبول نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا [۱۴] ''اللہ (جل جلالہ) پاک ہے اور وہ نہیں قبول فرماتا مگر طیّب''۔ (یعنی طیّب مال ہی قبول فرماتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل حرام مال قبول نہیں فرماتا اور جب اللہ کریم رؤف ورحیم حرام مال قبول نہیں فرماتا تو حرام مال سے کی ہوئی نیکی کیسے قبول ہوگی؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا یَکْسِبُ عَبْدٌ مَالًا حَرَامًا فَیَتَصَدَّقُ بِہٖ فَیُقْبَلُ مِنْہُ وَلَا یُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَکُ لَہٗ فِیْہِ وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَھْرِہٖ اِلَّا کَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ بِالسَّیِّئِ وَلٰکِنْ یَمْحُو السَّیِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُو الْخَبِیْثَ [۱۵] ''جو شخص حرام مال کماتا ہے پھر اُس حرام مال سے صدقہ کرتا ہے تو وہ قبول نہیں ہوتا اور اگر وہ خرچ کرتا ہے تو اُس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور اگر وہ مرنے کے بعد حرام مال چھوڑتا ہے تو یہ آخرت کیلئے جہنم کی آگ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل بُرائی سے بُرائی کو دُور نہیں فرماتا۔ بلکہ نیکی سے بدی کو دُور فرماتا ہے۔ یقیناً پلید پلید کو پاک نہیں کرسکتا''۔

---

[۱۴] مسلم جلد۱ص ۳۲۶، مسند احمد جلد۲ص ۳۲۸، مشکوٰۃ ص ۲۴۱، الترغیب والترہیب جلد۲ص ۵۴۵، قرطبی جلد۶ جز۱اص ۶۹، تلخیص الحبیر جلد۲ص ۹۶، مصنف عبد الرزاق جلد۵ص ۱۹۔ [۱۵] مشکوٰۃ ص ۲۴۲، الترغیب والترہیب جلد۲ص ۵۵۰۔

حرام خور کی دُعا قبول نہیں ہوتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا ارشادِ عظیم ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ..... (البقرۃ:۲:۱۷۲)

''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ''۔

پھر فرمایا: ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ [۱۶]

''ایک پراگندہ گرد آلود لمبے لمبے بالوں والا شخص سفر کرتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کہتا ہے یا رب' یا رب مگر اُس کی دُعا کیسے قبول ہو؟ جبکہ اُس کا کھانا، پینا، لباس اور غذا سبھی چیزیں حرام مال سے ہیں''۔

رُوحانیت اور قربِ الٰہی کیلئے رزقِ حلال اَیسے ہے جیسے زندگی کیلئے روح۔ صوفیاءِ کرام فرماتے ہیں: دُعا کے دو پَر ہیں یعنی دو بازو ہیں۔

(۱) اکلِ حلال (۲) صدقِ مقال

جان لینا چاہئے! تقویٰ کی پہلی سیڑھی حلال روزی ہے' حرام سے بچنا عوام کا تقویٰ ہے' شبہات سے بچنا خواص کا تقویٰ ہے اور ایسی چیزوں سے بچنا جو گناہ کا سبب بنیں یہ صدیقین کا تقویٰ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل راہِ سلوک کے مجاہدوں اور طریقت کے غازیوں کو یہ منازل اور مقامات عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆

☆

[۱۶] مشکوٰۃ ص ۲۴۱' مصنف عبد الرزاق جلد ۴ ص ۱۱۹' مسلم جلد ۱ ص ۳۲۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۲۸' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۵' قرطبی جلد ۶ جز ۱۱ ص ۶۹' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۹۶۔

کھانا کھانے کے آداب

کھانے پینے میں جن مسائل کا تعلق ہے وہ بیان کیے جاتے ہیں کہ انسانی زندگی کا تعلق کھانے پینے سے ہے۔ قرآنِ مجید میں اِرشاد ہوتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○ وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ [1] ”اے اِیمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں جو کہ اللہ (ﷻ) نے تمہارے لئے حلال فرمائی ہیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ (ﷻ) کو ناپسند ہیں۔ اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ (ﷻ) نے روزی دی حلال پاکیزہ۔ اور ڈرو اللہ (ﷻ) سے جس پر تمہیں اِیمان ہے“۔

اور اللہ ﷻ اِرشاد فرماتا ہے:.... **کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○** [2] ”کھاؤ اُس میں سے جو اللہ (ﷻ) نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا صریح دُشمن ہے“۔ اور اللہ ﷻ اِرشاد فرماتا ہے: **یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ○ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ**

---

[1] المائدۃ: ۸۷، ۸۸۔ [2] الانعام: ۱۴۲۔

رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۝ [۳] ''اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ پیؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمائیں، کس نے حرام کی اللہ (عزوجل) کی وہ زینت جو اُس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک رزق (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ فرمائیں) کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہے دُنیا میں اور قیامت میں تو خاص اُنہی کی ہے ہم یونہی مُفصّل آیتیں بیان فرماتے ہیں، علم والوں کیلئے۔ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمائیں، میرے رَب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ (عزوجل) کا شریک کرو جس کی اُس نے سند نہ اُتاری اور یہ کہ اللہ (عزوجل) پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے''۔ اور ربِّ ذوالجلال والاکرام ارشاد فرماتا ہے: لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ ..... [۴] ''نہ اندھے پر تنگی اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کُنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں، تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ''۔

---

[۳] الاعراف: ۳۱، ۳۳۔ [۴] النور: ۶۱۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے انسان کی ولادت سے قبل ہی اس کی خوراک کا خوبصورت اور محفوظ ترین انتظام فرما دیا ہوا ہے۔ پیدا ہوتے ہی اس کے لئے دودھ مہیا فرما دیا' پھر وقت کے ساتھ، عمر کے تقاضوں کے مطابق خوراک وطعام میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ زندگی گزارنے کے قوانین اور اُصول وضوابط ترتیب دیئے گئے ہیں۔ جن سے انسان اور حیوان میں فرق نمایاں ہوتا ہے۔ دیکھنے والوں کو بھی نظر آتا ہے کہ حیوانِ مطلق اور حیوانِ ناطق یعنی انسان کے کھانے پینے کی بے شمار نعمتیں خالقِ کائنات نے پیدا فرمائی ہیں اور حضرت انسان کو واضح فرما دیا ہے کہ تمہارے لئے زمین سے رزق اور پھل پیدا کئے۔ چوپایوں اور دیگر جانوروں میں سے مختلف حلال جانور کھانے کے لئے پیدا کئے۔ ربّ کائنات عزوجل نے انسان کو رزقِ حلال کھانے کے بعد اپنی بندگی اور شکر کی تعلیم فرمائی ہے۔ خورد ونوش کے متعلق رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مختلف آداب بیان فرمائے ہیں۔ وہ آداب جسمانی اور روحانی فرحت اور خوشی کے لئے ضروری ہیں اور حصولِ برکت کا ذریعہ ہیں۔

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّکْثِرَ اللّٰہُ خَیْرَ بَیْتِہٖ فَلْیَتَوَضَّأْ اِذَا حَضَرَ غَدَاؤُہٗ وَاِذَا رُفِعَ [۵] ''جو شخص یہ پسند کرے کہ اُس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ ہو تو جب صبح کا کھانا آئے تو وضو کرلے اور جب کھانے سے فارغ ہو (تو وضو کرلے)''۔ (یہاں وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے)۔

ہاتھ دھوکر کھانا کھانے میں برکت:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے تورات شریف

[۵] ابن ماجہ ص ۲۴۲ حدیث نمبر ۳۲۶۰' الترغیب والترھیب جلد ۳ ص ۱۵۱' کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۷۶۵۔

میں پڑھا ہے کہ: اِنَّ بَرَکَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرَکَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ [۶] "کھانے کے بعد وضو کرنا، کھانے کی برکت ہے، تو میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اس کا ذکر کیا' تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "کھانے کی برکت، کھانے سے پہلے وضو کرنا اور کھانے کے بعد وضو کرنا ہے"۔

نوٹ: یہاں وضو لغوی معنوں میں ہے جو وُضُوْءٌ سے بنا ہے' بمعنی صفائی اور اَچھائی کے۔ لہٰذا اس کے معنی ہیں' ہاتھ اور منہ کی صفائی کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا۔ توراۃ میں دو بار ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کا حکم تھا' کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مگر یہود نے بعد کا ذکر رکھا اور پہلے کا ذکر مٹا دیا۔ [۷]

فوائد:

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کی ترغیب اس لئے ہے کہ کام کاج کی وجہ سے ہاتھ اور منہ میلے ہو جاتے ہیں اور گرد وغبار ناک اور منہ میں داخل ہو جاتا ہے اور کھانے میں ہاتھ اور منہ چکنے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا دونوں اَوقات میں یہ صفائی کر لینی چاہیے۔ کھانا کھا کر کلی کرنے والا (انشاء اللہ) پائیوریا کی بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔ علاوہ ازیں وضو میں مسواک کرنے والا دانتوں اور معدے کے اَمراض سے بچا رہتا ہے۔ لہٰذا ہاتھ دھونا اور کلی کرنا بہت مجرّب ہے۔ چونکہ کھانا کھانا آخرت کی تیاری کا سبب ہے۔ لہٰذا اس میں بھی صفائی کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اوّل منہ ہاتھ دھوئے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو آدمی کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتا ہے وہ فقر سے محفوظ رہتا ہے۔

نیز کھانا کھانے کے فوراً بعد پیشاب کر لینے سے گردہ اور مثانہ کے اَمراض سے حفاظت رہتی ہے۔ [۸]

---

[۶] مشکوٰۃ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۴۲۰۸' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۴۱' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۵۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۴' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۶' ترمذی جلد ۲ ص ۶ حدیث نمبر ۱۸۵۹' ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۷۲ حدیث نمبر ۳۸۵۲۔ [۷] مرآۃ جلد ۶ ص ۳۲۔ [۸] مرآۃ جلد ۶ ص ۳۳۔۳۲۔

کھانے کے وقت بسم اللہ (شریف) کہنا:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ چھ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے، اتنے میں ایک اعرابی آیا، اُس نے سارا کھانا دو لقموں میں کھالیا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِمَّا اَنَّهٗ لَوْ كَانَ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ لَكَفَاكُمْ فَاِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَّسِيَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ ۹ ”اگر یہ شخص بسم اللہ شریف پڑھ کر کھاتا تو یہ کھانا سب کو کافی ہو جاتا پس جو کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو بسم اللہ شریف پڑھ لے اور اگر شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے: ”بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ“ یعنی میں اس کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا نام پاک لیتا ہوں“۔

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے: بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ ۱۰ ”کھانے پر بسم اللہ شریف پڑھنا“ اس سلسلہ میں یہ مسئلہ یاد رہے کہ گو آدمی بے وضو ہو، جنبی ہو یا عورت حائضہ ہو ان حالتوں میں بھی بسم اللہ شریف پڑھنی جائز ہے۔ لہٰذا کیسی بھی حالت ہو کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لینی چاہیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر بہت سے آدمی کھانا کھا رہے ہوں تو ایک آدمی اُونچی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھ لے تاکہ اور لوگوں کو بھی یاد آ جائے۔

ایک درویش کا واقعہ:

ایک درویش کھانے کے وقت کسی سورت کی تلاوت شروع کر دیتے تھے اور اُسی

۹ ابن ماجہ ص ۲۴۲ حدیث نمبر ۳۲۶۴، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۳ (باختلاف الفاظ)، سنن دارمی جلد ۲ ص ۹۴، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۶۵، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۰۸۔ ۱۰ بخاری جلد ۲ ص ۸۰۹، تیسیر الباری جلد ۷ ص ۲۷۲۔

میں وہ وقت گزارتے تھے تاکہ کھانے کے اجزاء ذکر کے انوار وتجلیات سے معمور ہو جائیں۔ اس طرح کھانے کے بعد کوئی برائی رونما نہیں ہوتی تھی اور نہ قلب کے مزاج میں تغیر پیدا ہوتا تھا۔ (عوارف المعارف مترجم ص ۳۹۷)

دائیں ہاتھ سے کھانا پینا اور لینا دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لِيَأْكُلْ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَأْخُذْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيُعْطِ بِيَمِيْنِهٖ وَالشَّيْطَانُ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ وَ يُعْطِي بِشِمَالِهٖ وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهٖ [۱] ''تم میں سے ہر کوئی دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیئے اور (کچھ لے تو) دائیں ہاتھ سے لے اور (کچھ دے تو) دائیں ہاتھ سے دے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَاْكُلُوْا بِالشِّمَالِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ [۲] ''بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے''۔

نوٹ:۔ کھانا کھاتے وقت عام طور پر لوگ بائیں ہاتھ سے پانی پیتے ہیں حالانکہ دائیں ہاتھ سے پانی پینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ ایسے ہی بعض لوگ چائے پیتے وقت کپ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے ہیں اور پلیٹ کو بائیں ہاتھ سے اور پھر بائیں ہاتھ سے ہی چائے پیتے ہیں۔ ایسا عمل نہ صرف یہ کہ ناخواندہ حضرات کرتے ہیں بلکہ پڑھے لکھے لوگ بھی اس ناقص عمل کا شکار ہیں۔ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے آگاہی ضروری ہے۔ ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے کا کام دائیں ہاتھ مبارک سے ہی لیتے تھے۔

[۱] ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۶۶، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۲۸۔ [۲] ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۶۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۳۴، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۲۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لینا اور دائیں ہاتھ سے کھانا:

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں بچہ تھا اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا تھا۔ (یعنی آدابِ طعام سے واقف نہ تھا، اِس لئے ہر طرف سے کھانا کھاتا تھا جدھر سے دِل چاہا اُدھر سے سالن اور کھانا لے لیا) تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: **یَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِینِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیکَ** [۱۳] ''اے لڑکے (کھانے سے پہلے) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا نام لو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ''۔

اِس اِرشادِ پاک میں تعلیم ہے کہ ہر شخص بسم اللہ شریف پڑھے، دائیں ہاتھ سے کھائے اور اپنے سامنے سے کھائے۔ اگر اکیلا بھی کھائے، تب بھی اِسی طرح کھائے۔ البتہ اگر طباق میں مختلف قسم کی کھانے والی چیزیں یا پھل وغیرہ ہوں تو جہاں سے چاہے، کھالے۔

دائیں ہاتھ سے کھانا پینا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَأْکُلْ بِیَمِینِہٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِینِہٖ** [۱۴] ''جب تم میں سے کوئی (کھانا) کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے''۔

یعنی کھانا، پھل، چائے، دودھ، لسی، پانی، شربت وغیرہ ہر کھانے پینے والی چیز کو دائیں ہاتھ سے کھانا پینا چاہیے۔

---

[۱۳] مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۵۹، مرقاۃ جلد ۸ ص ۸۳، بخاری جلد ۲ ص ۸۱۰، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۲، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۷۔۲۶، دارمی جلد ۲ ص ۹۴، قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۹ ص ۱۴۔۱۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۴۔ [۱۴] ترمذی جلد ۲ ص ۴، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۷، مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۶۲، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۳۵۔۱۲۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۴۔

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا یَاْکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا یَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِهٖ وَیَشْرَبُ بِهَا** [۱۵] ''تم میں سے کوئی اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ ہی بائیں ہاتھ سے (پانی وغیرہ) پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے''۔ چونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ اس لئے کھانے پینے میں شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ بُروں کی مشابہت بھی بُری ہے۔

بائیں ہاتھ سے کھانے والے کا نقصان:

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **کُلْ بِیَمِیْنِکَ** ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھا'' اُس نے کہا **لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ** [۱۶] ''میں ایسے نہیں کرسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کرے تجھ سے نہ ہو سکے اور اُس نے تکبر سے ایسے کیا پھر وہ اپنے ہاتھ منہ تک نہ اُٹھا سکا''۔

کھانے سے پہلے یہ نیت ہونی چاہئے کہ میرا یہ کھانا عبادت کیلئے ہے۔ پیٹ بھرنے کیلئے نہیں ہے اور تھوڑا کھانے کا اِرادہ کرے کیونکہ پیٹ بھر کر کھانا عبادت کے منافی ہے۔ حضرت ابنِ شیبان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میری عمر اسّی برس ہے لیکن آج تک میں نے پیٹ بھرنے کیلئے کھانا نہیں کھایا۔ ہمارے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشادِ عظیم ہے کہ صرف اِتنا کھانا کھانا کہ آدمی سیدھا رہ سکے، کافی ہے

---

[۱۵] داری جلد۲ص ۹۷، مسلم جلد۲ ص ۱۷۵، ابوداؤد جلد۲ص ۱۸۲، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۸۶، مجمع الزوائد جلد۵ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۳۶۳، مسند احمد جلد۲ص ۱۳۵۔۱۲۸، الترغیب والترہیب جلد۳ص ۱۲۸، ترمذی جلد۲ص ۲۔ [۱۶] مسلم جلد۲ص ۱۷۲۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

اور اگر اس پر صبر نہیں کر سکتا تو تہائی پیٹ کھانا کھائے اور ایک تہائی پانی پی لے اور باقی ایک تہائی حصہ سانس کے آنے جانے کیلئے چھوڑ دے۔

تین اُنگلیوں سے کھانا کھانا:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ وَ يَلْعَقُهُنَّ [1] ''رسول کریم رؤف ورحیم تین اُنگلیوں (مبارک) سے کھانا تناول فرماتے تھے اور اُنہیں چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔''

نوٹ: تین اُنگلیوں سے کھانا کھانے کی مصلحت لقمہ کا چھوٹا ہونا ہے تاکہ زیادہ مقدار میں کھانا نہ کھایا جائے۔ چوتھی اور پانچویں اُنگلی بلاضرورت اِستعمال نہیں کرنی چاہیے' البتہ اگر ضرورت ہو یعنی ایسی چیز ہو جس کو تین اُنگلیوں سے کھانے میں وقت ہو تو مضائقہ نہیں۔ پانچ اُنگلیوں سے کھانا حریص ہونے کی علامت ہے اور لقمہ بڑا ہونے کی وجہ سے بعض اَوقات فم معدہ پر بوجھ اور حلق میں اَٹک جانے کا بھی سبب ہو جاتا ہے۔

جس کھانے پر قرآنِ مجید کی آیتِ مبارکہ پڑھی جائے:

جس طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ یا اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ ہیں، اسی طرح بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بھی قرآنِ پاک میں سورۃ النمل کی باقاعدہ ایک آیتِ مبارکہ کا حصہ ہے۔ جس کھانے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ لی جائے وہ کھانا شیطان پر حرام ہو جاتا ہے۔ تو جس کھانے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ... یا چہار قل شریف پڑھے جائیں اُس کھانے کو شیطان کیسے کھائے گا؟

حضرت اُمیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب کھانا تناول فرما رہے تھے' اُنہوں نے

---

[1] شمائل ترمذی ص ۹ عربی' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۶۴' مسلم حدیث نمبر ۲۰۳۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۵۴۔

بِسْمِ اللّٰہِ شریف نہ پڑھی' حتیٰ کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ جب اُس لقمے کو کھانے کے لئے اُٹھایا تو (یاد آنے پر) کہا **بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ** یعنی ''اللہ (عزوجل) کے نام سے کھاتا ہوں' شروع سے آخر تک''۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے تو اِس موقع پر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَازَالَ الشَّیْطَانُ یَأْکُلُ مَعَہٗ فَلَمَّا ذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ اسْتَقَاءَ مَا فِیْ بَطْنِہٖ** [۱۸] ''شیطان برابر اُس شخص کے ساتھ کھا رہا تھا جب اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کا نام لیا تو شیطان نے قے کردی اور جو کچھ اُس کے پیٹ میں تھا' سب کچھ اُگل دیا''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کھانا نہ کھاتے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب ہم رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے پر ہاتھ نہ ڈالتے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نہ فرماتے۔ (مسلم جلد۲ص ۱۷۹)

اِس حدیث مبارکہ سے یہ فائدہ اور برکت حاصل ہوئی کہ اگر مجلس میں شیخ محترم' کوئی بزرگ یا والدِ گرامی موجود ہوں تو اُن سے پہلے کھانا شروع نہیں کرنا چاہیے۔

شیطان کے لئے حلال کھانا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے پر موجود تھے ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے کوئی اُس کو ہانک رہا ہے اور اُس نے ایک ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ** ''شیطان اپنے لئے اُس کھانے کو حلال بنالیتا ہے جس پر بسم اللہ (شریف) نہ پڑھی جائے''۔ اور وہ لڑکی لایا اِس کھانے پر قدرت حاصل کرنے کے لئے۔ میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا' پھر

---

[۱۸] ابوداؤد جلد۲ص۱۸۳ حدیث نمبر ۳۷۶۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۰۳' مرقاۃ جلد۸ص ۱۱۴' مسند احمد جلد۴ص ۳۳۶۔

اِس اَعرابی کو لایا' اِسی غرض سے' میں نے اُس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ **وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ یَدَہٗ فِیْ یَدِیْ مَعَ یَدِھَا** [۱۹] ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے' اُس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ''۔ یعنی جس کھانے پر، کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے، شیطان اُس کھانے کو کھاتا ہے اور جس کھانے پر بسم اللہ شریف پڑھی جائے اُس کو نہیں کھاتا اور اگر بسم اللہ شریف کے ساتھ ساتھ اور سورتیں بھی پڑھ لی جائیں تو ایسا کھانا تو شیطان کے لئے اِنتہائی ممانعت والا کھانا ہو جاتا ہے۔

شیطان کا داخلہ بند:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ وَعِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ لَا مَبِیْتَ لَکُمْ وَلَا عَشَاءَ** ''جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور پھر کھانا کھاتے وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ جل شانہ) کا ذکر کرے تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے اِس گھر میں نہ تو رات کا قیام ہے اور نہ ہی تمہارے لئے رات کا کھانا ہے''۔ **وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَالْعَشَاءَ** [۲۰] ''اور جب (کوئی گھر میں) داخل ہوتے وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے تم نے (اِس گھر میں) رات کا قیام پالیا ہے اور (جب کوئی) کھانا کھاتے وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا ذکر

---

[۱۹] مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۲۳۷، مرقاۃ جلد ۸ ص ۸۴، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۲ حدیث نمبر ۱۰۲۔۲۰۱۷، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۸۳، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۲، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۲۵۔ ۱۰۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۶۶۔ [۲۰] مسلم جلد ۲ ص ۱۷۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۴۶، مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۶۱، مرقاۃ جلد ۸ ص ۸۴، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۴۔۳۲۵۔ ۳۳۔۸، دارمی جلد ۲ ص ۹۷، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۹۵۴۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۷۔

نہیں کرتا تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے تم نے (اس گھر میں) رات کا قیام اور رات کا کھانا پالیا ہے"۔

دسترخوان پر کھانا کھایا جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں **مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَکَلَ عَلٰی خِوَانٍ حَتّٰی مَاتَ** ۲۱ "رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ دسترخوان پر (کھانا رکھ کر) تناول فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وصال فرمایا"۔

نوٹ: میز پر کھانے سے طبیعت میں جھکاؤ پیدا نہیں ہوتا' جب کہ کھانے کے آگے قدرے جھک کر بیٹھنا چاہیے اور بہت چھوٹی پیالی میں کھانا نہیں کھانا چاہئے کہ دوسرا آدمی ساتھ شریک نہیں ہو سکتا۔ روٹی قدرے موٹی ہونی چاہیے وہ صحت کے لئے مفید ہوتی ہے۔

بیٹھ کر کھانا کھانا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں تحفہ کے طور پر ایک بکری بھیجی گئی تو آپ ﷺ ایک گھٹنا کھڑا کر کے اور دوسرا گھٹنا بچھا کر یا دونوں گھٹنے کھڑے کر کے کھانا تناول فرمانے لگے۔ تو ایک اعرابی نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) یہ بیٹھنے کا کیسا انداز ہے؟ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَنِیْ عَبْدًا کَرِیْمًا وَّلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا عَنِیْدًا** ۲۲ "بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے مجھے مہربان شفقت فرمانے والا بندہ بنایا ہے اور مجھے غرور وتکبر کرنے والا سخت درشت خو، عناد والا نہیں بنایا"۔

---

۲۱ ترمذی جلد۲ ص ۱' ابن ماجہ ص ۲۴۴ حدیث نمبر ۳۲۹۳۔ ۲۲ ابن ماجہ ص ۲۴۴ حدیث نمبر ۳۲۶۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۷۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۵۱' الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۱۳۰' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۱۴۲۔ ۴۴' کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۷۰۷۔ ۳۱۹۸۶۔ ۴۰۸۱۰' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۵۱۔

دسترخوان:

دسترخوان کپڑے، چمڑے یا کھجور کے پتوں کا ہوتا ہے۔ ان تینوں اقسام کے دسترخوان پر رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے کھانا تناول فرمایا ہے۔ دسترخوان بھی زمین پر بچھتا تھا اور سرکارِ کائنات ﷺ بھی زمین پر تشریف رکھتے یعنی فرشی نشست ہوتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔

اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: **یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ** ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں''۔ **جَاءَ نِیْ مَلَکٌ اِنَّ حُجْزَتَہٗ لَتُسَاوِی الْکَعْبَۃَ** ''میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبۃ اللہ کے برابر تھی''۔ اُس نے عرض کیا' آپ ﷺ کا رب (عزوجل) آپ (ﷺ) کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے اگر آپ (ﷺ) چاہیں تو بندگی والے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بنیں۔ **فَنَظَرْتُ اِلٰی جِبْرَءِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعْ نَفْسَکَ** ''میں نے (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کی طرف دیکھا تو انہوں نے عرض کیا' آپ (ﷺ) اپنی ذات میں تواضع فرمائیں''۔ ایک روایت میں جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف مشورہ لینے کے انداز میں دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارے سے عرض کیا' **اَنْ تَوَاضَعْ** ''آپ ﷺ تواضع فرمائیں''۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا' **نَبِیًّا عَبْدًا** ''میں بندگی والا نبی (ﷺ) رہوں گا''۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی

ہیں' فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِکَ لَا یَاْکُلُ مُتَّکِئًا یَقُوْلُ اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ ۲۳ ''اِس کے بعد نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے' فرمایا: میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے''۔

کھانے میں نمکین سے آغاز:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے کھانے کا آغاز نمک سے کرو اور نمک پر ہی اِس کا اختتام کرو۔ کیونکہ نمک میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے جن میں جنون، جذام، برص، پیٹ کا درد اور داڑھ کا درد بھی شامل ہے۔ ۲۴

کھانے میں عیب نہ نکالنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَاعَابَ النَّبِیُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَھَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِھَہٗ تَرَکَہٗ ۲۵ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کھانے پر کبھی عیب نہ لگایا اگر پسند فرمایا تو کھالیا اگر ناپسند فرمایا (یعنی نہ چاہا تو تناول نہ فرمایا) تو چھوڑ دیا''۔ (یعنی نمک وغیرہ کی کمی بیشی پر اعتراض نہ فرماتے)۔

جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہتے ہیں یہ کھانا بالکل خراب، بدمزہ، بدذائقہ ہے، پھیکا ہے، مرچ بہت زیادہ ہے، نمک کم ہے یا نمک زیادہ ہے وغیرہ وغیرہ''۔

دورانِ طعام صاحبِ خانہ سے نمک نہ مانگنا:

ایک مرتبہ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی' قطب جلی' نائب غوث

---

۲۳ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۴۰' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۳۵' طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۹۵' دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۳۳۴' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۰۲۸' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۹۹۔

۲۴ عوارف المعارف مترجم ص ۳۹۹ ۔ ۲۵ ترمذی جلد ۲ ص ۴ حدیث نمبر ۲۰۳۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۷۲' مرقاۃ جلد ۸ ص ۹۱' بخاری حدیث نمبر ۵۴۰۹' مسلم حدیث نمبر ۱۸۷_۲۰۶۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۵۹۔

الثقلین حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کی دعوت میں تشریف لے گئے۔ جب کھانا پیش کیا گیا تو کھانا کھانے کے دوران آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ایک شخص صاحبِ خانہ کو کہنے لگا بھائی نمک لانا۔ آپ سرکار یہ سن کر سخت ناراض ہوئے۔ فرمانے لگے جیسا بھی کھانا تھا تمہیں کھالینا چاہئے تھا۔ نمک مانگ کر تم نے کھانے میں نقص نکالا ہے اور صاحبِ خانہ کو یہ احساس دلایا کہ تم نے سالن میں نمک تھوڑا ڈالا ہے، تمہیں کھانا پکانا نہیں آتا۔ حالانکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تیز نمک والی کھیر کھائی اور خاموش رہے۔

دسترخوان پر گرے ہوئے لقمے کو کھانا:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں صبح کا کھانا کھا رہا تھا کہ ایک لقمہ ہاتھ سے گرا، میں نے لقمے کو (دسترخوان سے) اُٹھایا اور اُسے کھالیا۔ (فرماتے ہیں) عجم کے کسانوں نے میری طرف آنکھ سے اِشارہ کیا کہ (کیسا عجیب آدمی ہے کہ امیر ہو کر گرا ہوا کھانا کھاتا ہے) لوگوں نے کہا: **اَصْلَحَ اللّٰہُ الْاَمِیْرَ** ''اللہ (تبارک وتعالیٰ عزَّ وجلّ) امیر کو بھلائی کے ساتھ رکھے''۔ یہ کسان آپ پر آنکھ کے اشارے سے باتیں کرتے ہیں کہ اُس کے پاس اِتنا (بہت سا) کھانا ہے پھر بھی گرے ہوئے لقمے کو اُٹھا کر کھاتا ہے۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا: **اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ لِاَدَعَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لِھٰذِہِ الْاَعَاجِمِ اِنَّا کُنَّا نَاْمُرُ اَحَدَنَا اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَتُہٗ اَنْ یَّاْخُذَھَا فَیُمِیْطَ مَا کَانَ فِیْھَا مِنْ اَذًی وَّیَاْکُلَھَا وَلَا یَدَعُھَا لِلشَّیْطَانِ** [۲۶] ''میں نے جو بات رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنی ہے، عجمیوں کے کہنے کی وجہ سے اُس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ہم میں سے ہر ایک کو حکم دیا جاتا جب اُس کا نوالہ گرے اُس کو صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف

---

۲۶ ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۷۸۔

ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَانِہٖ حَتّٰی یَحْضُرَہٗ عِنْدَ طَعَامِہٖ فَاِذَا اسْقَطَتْ مِنْ اَحَدِکُمُ اللُّقْمَۃُ فَلْیَمُطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذًی ثُمَّ لْیَأْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْیَلْعَقْ اَصَابِعَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہٖ یَکُوْنُ الْبَرَکَۃُ [۲۷] ''شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس اِس حالت میں موجود رہتا ہے (نماز، دُعا، پیشاب، پاخانہ حتیٰ کہ بیوی سے صحبت کرتے وقت بھی) یہاں تک کہ اُس کے کھانے کے وقت بھی آدھمکتا ہے، تو جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو گرنے سے اگر اُسے کچھ لگا ہو تو اُسے صاف کر کے لقمہ کھا لے۔ اُسے شیطان کے لئے مت چھوڑے۔ پھر جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی اُنگلیاں چاٹ لے کہ وہ نہیں جانتا کہ اُس کے کس کھانے میں برکت ہوگی''۔

دستر خوان پر گرے ہوئے لقمے ضائع نہیں کرنے چاہئیں' اُنہیں جھاڑ کر کھا لینا چاہیے اگر نہ کھانا ہو تو کسی چڑیا، کوّے یا بلی وغیرہ کو کھلا دینا چاہیے۔ اِسی طرح برتن میں جو کھانا، سالن، چاول وغیرہ لگے ہوں اُن کو بھی صاف کر لینا چاہیے تاکہ رزق ضائع نہ ہو۔ برتن کو صاف کر کے اور اُنگلیوں کو چاٹ کر سُنّت اور برکت کے فیض سے مستفید ہونا چاہیے۔ اِس طرح عاجزی، اِنکساری اور شکرانہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ ﷻ راضی ہوتا ہے، رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

تکیہ لگا کر کھانا نہ کھانا:

حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا [۲۸] ''میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاؤں گا''۔ کیونکہ

---

[۲۷] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۹' مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۶۷' مرقاۃ جلد ۸ ص ۸۸' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۳' مسلم جلد ۲ ص ۱۷۵ حدیث نمبر ۱۳۵-۲۰۳۳۔ [۲۸] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۹' مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۶۸' بخاری حدیث نمبر ۵۳۹۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۶۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۳ حدیث نمبر ۳۷۶۹' مسلم جلد ۲ ص ۱۷۵۔

تکیہ لگا کر کھانا تکبر و نخوت کی نشانی ہے۔

تکیہ لگا کر کھانا خلافِ سُنّت ہے۔ ایسے ہی کرسی پر بیٹھ کر کھانا خلافِ سُنّت ہے۔ (جبکہ کرسی سے ٹیک لگا کر کھانا کھایا جائے)

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''میں اِس طرح کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے اور میں اَیسے بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔ میں (اللہ تبارک وتعالیٰ کا) بندہ ہوں''۔ ۲۹؎ یعنی دیوار سے ٹیک لگا کر، یا تکیہ کی ٹیک لگا کر یا ایک ہاتھ زمین پر رکھ کر اُس کی ٹیک لگا کر، کھاتے وقت یہ طریقہ اختیار کرنا مناسب نہیں اور کھڑے ہو کر کھانا تو ویسے ہی اچھا نہیں۔

اُوندھے ہو کر کھانا منع ہے:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلٰي وَجْهِهٖ ۳۰؎ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اُوندھے منہ ہو کر کھانا کھائے''۔

اَیسے ہی اُوندھے ہو کر سونا بھی منع ہے کہ یہ دوزخیوں سے مشابہت ہے کہ دوزخی اُوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

سرکہ اَچھا سالن ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدْمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ بِهٖ وَيَقُوْلُ نِعْمَ الْاُدَامُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاُدَامُ الْخَلُّ ۳۱؎ ''آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا۔ اُنہوں نے عرض کیا، ہمارے پاس اِس وقت صرف سرکہ ہے، تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وہی مانگا اور اُس سے

۲۹؎ ابن ماجہ ص ۲۴۹۔ ۳۰؎ ابن ماجہ ص ۲۴۵ حدیث نمبر ۳۳۷۰۔ ۳۱؎ مسلم حدیث نمبر (۱۶۶۔۲۰۵۲)، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۲۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۸۳۹، مشکوٰۃ ص ۳۶۴ حدیث نمبر ۴۱۸۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۴۰۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۸۰۔

تناول فرمانے لگے اور آپ ﷺ فرماتے "سرکہ اچھا سالن ہے، سرکہ اچھا سالن ہے"۔

سرکہ والا گھر:

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میرے پاس نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے، فرمایا: **اَعِنْدَکِ شَیْءٌ قُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ یَابِسٌ وَّخَلٌّ فَقَالَ ھَاتِیْ مَا اَقْفَرَ بَیْتٌ مِّنْ اُدْمٍ فِیْہِ خَلٌّ** ۳۲؎

"کیا تمہارے پاس کوئی (کھانے والی) چیز ہے۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا خشک روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: لاؤ، وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو"۔

فوائد:

سرکہ طبی رو سے بہت مفید ہے، سادہ اور اَرزاں غذا ہے' حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے عموماً کھانے میں سرکہ استعمال فرمایا ہے۔ عرب میں عموماً کھجور کا سرکہ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں گنے کا رس' انگور' لیموں کا سرکہ ہوتا ہے۔ گنے کے رس کا سرکہ بہت مروّج ہے۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے، سرکہ بھی سالن ہے اور جو کوئی سالن نہ کھانے کی قسم کھالے اگر وہ سرکہ کھائے گا تو اُس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اُس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ (مرآۃ جلد ۶ ص ۱۹)

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پسند:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِرشاد فرماتی ہیں: **کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ** ۳۳؎

۳۲؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۴۲۲۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۴۱' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۲۷' دار قطنی جلد ۲ ص ۱۷۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۰۳۔ ۳۳؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۴ حدیث نمبر ۴۱۸۲' مسلم حدیث نمبر ۲۱_۴۷' ۱۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۱۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۳۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۲۳' مسند احمد جلد ۶ ص ۵۹' مرقاۃ جلد ۸ ص ۹۷' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۸۴' بخاری جلد ۲ ص ۸۱۷ حدیث نمبر ۵۴۶۲۔

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند فرماتے تھے''۔

دانتوں سے کاٹ کر کھانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اُتِـيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَ كَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا** ۳۴؎ ''ایک دن رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں گوشت لایا گیا (اور اُس میں سے) آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں دستی پیش کی گئی اور آپ ﷺ اُسے (یعنی دستی کے گوشت کو) پسند فرماتے تھے تو آپ ﷺ نے اُسے اپنے (نورانی) دانتوں (مبارک) سے کاٹ کر تناول فرمایا''۔

چھری سے نہ کاٹو:

اُمُ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ فَاِنَّهٗ مِنْ صُنْعِ الْاَعَاجِمِ وَانْهَسُوْهُ فَاِنَّهٗ اَهْنَأُ وَاَمْرَأُ** ۳۵؎ ''(جب پکا ہوا گوشت کھانے کے لئے پیش کیا جائے تو) گوشت چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اور اُسے نوچ کر کھاؤ کہ مزیدار اور جلد اُترنے والا ہے''۔

دستی کا گوشت اور چھری کا اِستعمال:

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھا: **يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ** ۳۶؎

۳۴؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۴۲۱۴، بخاری حدیث نمبر ۴۷۱۲، مسلم حدیث نمبر (۴۸۰_۳۲۷_۱۹۴)، ترمذی حدیث نمبر ۱۸۳۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۰۷۔ ۳۵؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۴۲۱۵ مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۲۱، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۴، حدیث نمبر ۳۷۷۸۔ ۳۶؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۴ حدیث نمبر ۴۱۸۱، بخاری حدیث نمبر ۵۴۶۲، مسلم حدیث نمبر (۹۳_۳۵۵)، ترمذی حدیث نمبر ۱۸۳۶، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۸۸، مرقاۃ جلد ۸ ص ۹۷۔

''آپ ﷺ کے (نورانی) ہاتھ (مبارک) میں بکری کی دستی کا (ٹکڑا) تھا۔ آپ ﷺ اُس میں سے کاٹ کر کھاتے تھے پھر آپ ﷺ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو بکری کی دستی اور چھری' جس سے کاٹ کر تناول فرمارہے تھے' اُسے رکھ دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو شریف نہیں فرمایا''۔

نوٹ: پکے ہوئے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ضرورت کی وجہ سے چھری سے کاٹ کاٹ کر کھانا جائز ہے۔ مگر بلا ضرورت چھری سے کاٹ کر کھانا مکروہ وممنوع ہے۔ ہاتھ سے گوشت توڑنا اور دانت سے نوچنا سُنّت ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گوشت کے ٹکڑے بڑے ہونے کی وجہ سے چھری سے کاٹتے تھے مگر کھاتے ہاتھ مبارک سے تھے اور دانتوں سے نوچ کر تناول فرماتے تھے۔ [۳۷]

گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے **کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ** میں ایک باب باندھا ہے: **بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ** [۳۸] ''گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا''۔

گوشت چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت ایک حدیث شریف میں مروی ہے' مگر حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ حضرت حافظ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اِس کا ایک شاہد اور ہے جس کو حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے کہ گوشت کو منہ سے نوچ کر کھاؤ کہ وہ جلدی ہضم ہوگا۔ اِس کی سند بھی ضعیف ہے اور علاوہ اس کے اِس میں یہ ممانعت کہاں ہے کہ چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ؟ تو چھری سے کاٹ کر کھانا دُرست ہوگا۔ اِسی طرح کانٹے سے کھانا بھی دُرست ہوگا۔ اِسی طرح چمچے سے کھانا بھی۔ **غَايَةٌ فِي الْبَابِ** یہ ہے کہ منہ سے کاٹ کر کھانا اولیٰ ہے۔ **وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَقَطْعُ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ لِلْاَكْلِ حَسَنٌ وَلَا يُكْرَهُ اَيْضًا قَطْعُ الْخُبْزِ بِالسِّكِّيْنِ**

---

[۳۷] مرآۃ جلد ۶ ص ۱۹۔ [۳۸] بخاری جلد ۲ ص ۸۱۲۔

اِذلَمْ یَاْتِ نَهْیٌ صَرِیْحٌ عَنْ قَطْعِ الْخُبْزِ وَغَیْرِهٖ بِالسِّکِّیْنِ ۳۹؎

''حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابنِ حزم رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے' نیز روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں کیونکہ روٹی وغیرہ کو چھری سے کاٹنے میں نہی وارد نہیں ہے''۔ ۴۰؎ جن لوگوں نے اِن باتوں پر تشدّد اور غلو کیا ہے اور ذرہ ذرہ سی باتوں پر مسلمانوں کو کافر بنایا ہے۔ اُن کا تشدّد ہرگز دُرست نہیں ہے۔

شیطان اور یہود ونصاریٰ کی نقالی سے بچو:

ہم مسلمانوں کو شیطان اور یہود ونصاریٰ کی نقالی سے بچنا چاہیے۔ شیطان اور یہود ونصاریٰ بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ میں وہ لوگ جو چھری اور کانٹا استعمال کرتے ہیں۔ وہ چھری کو دائیں ہاتھ میں پکڑتے ہیں اور کانٹے کو بائیں ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔ کاٹتے دائیں ہاتھ سے ہیں اور کھاتے بائیں ہاتھ سے ہیں۔ ہمیں اگر چھری اور کانٹے کو استعمال کرنا ہی ہے تو چھری کو بائیں ہاتھ سے پکڑیں اور کانٹے کو دائیں ہاتھ سے تاکہ کھانے میں دایاں ہاتھ استعمال ہو سکے اور شیطان اور یہود ونصاریٰ کی مطابقت سے بچ جائیں، یا پھر چھری کو دائیں ہاتھ میں لے کر گوشت وغیرہ کاٹیں بعدازیں کھائیں بھی دائیں ہاتھ سے۔ اللہ ﷻ فہم عطا فرمائے۔ (آمین)

اپنے سامنے سے کھانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلْیَاْکُلْ مِمَّا یَلِیْهِ وَلَا یَتَنَاوَلْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْ جَلِیْسِهٖ** ۴۱؎ ''جب دسترخوان رکھا جائے (اور اُس پر کھانا لگا دیا جائے تو کھانا کھانے والا) اپنے پاس (یعنی سامنے) سے کھائے اور اپنے ساتھی کے سامنے سے کھانا نہ لے''۔ کیونکہ دوسرے کے سامنے سے کھانا لینا اچھی اور

۳۹؎ عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲۱ ص ۴۹۔ ۴۰؎ ڈبل روٹی کو چھری سے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جاتے ہیں۔ ۴۱؎ ابن ماجہ ص ۲۴۳۔

تمیز کی بات نہیں بلکہ نامناسب اور آدابِ طعام کے خلاف ہے۔

ایک قسم کا کھانا کھانے اور مختلف اَقسام کی چیزیں کھانے کا طریقہ:

حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''مجھے بنو مرۃ نے اپنی زکوٰۃ کے مالوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں بھیجا، (فرماتے ہیں) میں مدینہ (منورہ) میں داخل ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہاجرین اور اَنصار رضی اللہ عنہم میں بیٹھا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور اُمّ المؤمنین (حضرت سیّدہ) اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے چلے اور فرمایا کیا کچھ کھانا ہے؟ پھر ایک بڑا پیالہ لائے جس میں بہت سا ثرید اور گوشت کی بوٹیاں تھیں۔ پھر ہم متوجہ ہوئے اور کھانے لگے۔ میرا ہاتھ اِدھر اُدھر کناروں میں گھومنے لگا مگر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے سے تناول فرما رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا: **یَا عِکْرَاشُ کُلْ مِنْ مَّوْضِعٍ وَّاحِدٍ فَاِنَّہٗ طَعَامٌ وَّاحِدٌ** ''اے عکراش ایک طرف سے کھا کہ سب کھانا ایک جیسا ہے''۔

پھر ایک طبق آیا جس میں کئی قسم کی رطب یعنی تر کھجوریں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی ہاتھ مبارک طبق میں گھومنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یَا عِکْرَاشُ! کُلْ مِنْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّہٗ غَیْرُ لَوْنٍ وَّاحِدٍ** [۴۲] ''اے عکراش! جہاں سے تیرا جی چاہے وہاں سے کھا کیونکہ اِس میں کئی طرح کے رطب (یعنی تر کھجوریں) ہیں''۔

پلیٹ یا پیالہ کے درمیان میں سے نہ کھانا:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا (جس میں ثرید یا کوئی اور کھانا تھا) تو آپ

---

[۴۲] مشکوٰۃ ص ۳۶۷ حدیث نمبر ۴۲۲۳، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۳۴، ترمذی حدیث نمبر ۱۸۴۸، ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۷۴، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۸۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۸۳ حدیث نمبر ۱۵۴، کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۷۱۴۔

ﷺ نے فرمایا: **كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا** [۴۳] "اس کے کونوں میں سے کھاؤ اور اس کے درمیانی حصہ کو چھوڑ دو اس میں برکت ہوگی"۔

دوسری روایت میں، جس کے راوی حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ہیں، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ثرید کی چوٹی پر (یعنی جس برتن میں ثرید تھا اُس کے درمیان میں) ہاتھ رکھا اور فرمایا: **كُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ حَوَالَيْهَا وَاعْفُوْا رَأْسَهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَأْتِيْهَا مِنْ فَوْقِهَا** [۴۴] "اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) کا نام لے کر (پیالے کے) جانب سے کھاؤ اور اس کی چوٹی یعنی درمیانی حصہ کو چھوڑ دو اس لئے کہ برکت اُوپر سے یعنی درمیان میں اُترتی ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَخُذُوْا مِنْ حَافَتِهٖ وَذَرُوْا وَسْطَهٗ فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَتَنَزَّلُ فِيْ وَسْطِهٖ** [۴۵] "جب کھانا رکھا جائے تو اُس کے درمیانی حصہ کو چھوڑ دو اس لئے کہ برکت درمیان میں اُترتی ہے"۔

مذکورہ بالا تمام احادیثِ مبارکہ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جب کھانا کھایا جائے تو اپنے سامنے سے کھایا جائے، درمیان میں سے نہ کھایا جائے کیونکہ برکت کا نزول درمیان میں ہوتا ہے اور جوں جوں کھانا کھانے والا کھانا کھاتا رہتا ہے درمیان میں نازل ہونے والی برکت سامنے آتی رہتی ہے اور کھانے والے کو روحانی برکات حاصل ہوتی رہتی ہیں۔

اکٹھے بیٹھ کر، مل کر کھانا کھانا:

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں 'لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔ تو آپ ﷺ

---

[۴۳] ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۷۵، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۸۸، سنن دارمی جلد ۲ ص ۱۰۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۴۳، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۱۶۔ [۴۴] ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۷۶، المعجم الصغیر للطبرانی حدیث نمبر ۶۳، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۹۶۔ ۳۰۸۔ ۱۰۱، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۰۷۔ [۴۵] ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۷۷۔

نے فرمایا: فَلَعَلَّكُمْ تَاكُلُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ ''تم الگ الگ کھاتے ہوگے''۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ [۴۶] ''اکٹھے بیٹھ کر کھایا کرو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) کا نام لے کر کھایا کرو اس میں برکت ہوگی''۔

اِسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُوْا جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ [۴۷] ''سب مل کر کھایا کرو، علیحدہ علیحدہ مت کھاؤ، اِس لئے کہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے''۔

دوسروں کے ساتھ کھانا کھانے میں سات آداب اور بھی ہیں جن کا خیال رکھے۔

(۱) شریکِ طعام، علم یا عمر یا زہد و پرہیز گاری میں تم سے برتر ہے، تو پہلے اُس کو شروع کرنے دے اور اگر خود دوسروں کے مقابل میں اَوصاف رکھتا ہو تو خود شروع کرے۔

(۲) خاموشی سے کھانا نہ کھائے، یہ عادت اہلِ عجم کی ہے لیکن کھانے میں صرف نیک اور شریعت کے مطابق باتیں کرے۔

(۳) اپنے شریک کا لحاظ رکھے کہ اچھے کھانے اُس کو کھانے دے اور اگر تکلف کر رہا ہے تو اُس کی تین بار تک تعظیم کرے۔ اِس سے زیادہ ممنوع ہے، کھانے میں قسم نہ دے۔ کھانا چونکہ مشترک ہے لہٰذا اِس کا خیال رکھے کہ شریک بھوکا نہ رہ جائے۔

(۴) اِس کا لحاظ رکھے کہ شریک کو بار بار تعظیم کی ضرورت نہ پڑے، بلکہ حسبِ معمول کھائے کم کھانا بھی ریا میں داخل ہے۔ تنہا کھانا کھانے میں اَدب ضروری ہے تاکہ شرکاء کے ساتھ کھانے میں بھی مؤدب رہ سکے۔ اگر دوسروں کی تعظیم کی وجہ سے

---

[۴۶] ابن ماجہ ص ۲۴۴ حدیث نمبر ۳۲۸۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۵۰۱۔ [۴۷] ابن ماجہ ص ۲۴۴ حدیث نمبر ۳۲۸۷، مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۱، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۳۳۔

زیادہ کھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایک بار ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے درویشوں کو کھانا کھلایا اور بعد میں خرما کیلیے فرمایا کہ جو آدمی ایک خرما زیادہ کھائے گا، اُس کے ایک خرمے کے عوض میں ایک درہم دیا جائے گا۔ کھانے کے بعد آپ گٹھلیوں کو گن کر درہم دیا کرتے۔

(۵) دوسروں کے لقموں کی طرف نگاہ نہ کرے بلکہ نیچی نگاہوں کے ساتھ کھائے اور اگر دوسروں کے مقابلے میں باعزت آدمی ہے تو جلدی کھانے سے فارغ نہ ہو۔ اگر چھوٹے پیٹ کا آدمی بھی ہو تو پہلے آہستہ آہستہ کھائے تاکہ دوسروں کے ساتھ آخر میں جلدی کھا سکے اور اگر یہ عمل نہ کر سکے تو معافی مانگ لے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔

(۶) ہاتھ کو برتن پر نہ جھٹکے۔ منہ کو برتن کے بالکل قریب نہ جھکائے کہ منہ کا جھوٹا برتن میں گر جائے۔ اگر منہ سے کوئی چیز نکالنا ہو تو اوّل منہ پھیر لے۔ چکنے لقمے کو سرکے میں ڈبوئے۔ لقمے کو دانت سے کاٹ کر برتن میں نہ ڈالے کیونکہ دوسروں کو ان حرکات سے نفرت ہوتی ہے۔ کھانے میں مکروہ اور گھناؤنی باتیں نہ کرے۔

(۷) ہاتھ طشت یا چلمچی میں دھوتے وقت سب کے سامنے اُس میں کُلّی نہ کرے۔ اپنے بزرگ اور عالموں کو اوّل جگہ دے اگر دوسرے اِس کو سبقت دیں تو اِصرار نہ کرے۔ طشت کو اوّل داہنی طرف گھمائے اور ہاتھوں کے دُھلے ہوئے پانی کو یکجا جمع کر کے یکجا ہی پھینکے۔ الگ الگ پانی پھینکنا اہلِ عجم کی عادات میں تھا۔ سب کے ساتھ ساتھ ہاتھ دھونا بہت اچھا ہے۔ ہاتھ دُھلوانے والے آدمی کو بیٹھ کر دُھلانا اچھا ہے۔ کُلّی کے پانی کو زور سے طشت میں نہ ڈالے۔ اس سے چھینٹیں اُڑنے کا اَندیشہ ہے۔ یہ تمام آداب اَحادیثِ مبارکہ اور روایات سے نقل کیے گئے ہیں۔ اِن آداب سے حیوانیت اور اِنسانیت میں فرق ہوتا ہے کیونکہ حیوان بغیر کسی لحاظ کے جس طرح چاہتے ہیں' کھاتے ہیں۔ وہ اَچھائی اور بُرائی میں تمیز نہیں کر سکتے لیکن اِنسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے (خصوصاً اِیمان والا)۔ لہٰذا اِس کو ہر بات میں تمیز اور لیاقت سے کام لینا چاہیے۔

دوستوں وغیرہ کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلتیں:

معلوم ہونا چاہئے کہ دوستوں کی دعوت کرنا صدقے کے ثواب سے کہیں بہتر وبرتر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ آخرت میں تین چیزوں کا حساب نہ ہوگا۔

ایک: وہ کھانا جو سحری کے وقت ماہِ رمضان میں کھایا جاتا ہے۔

دوسرا: وہ اِفطاری کا کھانا جو روزہ کے اِفطار کے وقت کھایا جاتا ہے۔

تیسرا: وہ کھانا جو دوستوں کو کھلایا جائے اور اُن کے ساتھ کھایا جائے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ دسترخوان پر کھانے کیلئے بیٹھو تو دیر کرو۔ کیونکہ اتنی دیر کی عمر کا حساب نہ ہوگا۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آدمی جو کچھ کھاتا ہے اور اپنے ماں باپ کو کھلاتا ہے، اُس کا حساب کتاب ہوگا مگر دوستوں کو کھلانے کا حساب نہ ہوگا۔

بزرگانِ دین میں سے ایک کی عادت تھی کہ دوستوں اور عزیزوں کے سامنے قسم ہا قسم کے کھانے رکھتے اور حدیث شریف کا حوالہ دیتے کہ جو کھانا دوستوں کے آگے سے بچے گا اُس کا حساب نہ ہوگا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ایک صاع کھانا کسی دوست کو کھلائے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ اللہ عزوجل بروزِ قیامت ندا فرمائے گا کہ اے بندے میں بھوکا رہا اور تو نے مجھے کھانا نہ دیا تو بندہ عرض کرے گا کہ یا الٰہی تو دُنیا و دین پر قابض ہے، تو کیسے بھوکا رہ سکتا ہے؟ تو ندا آئے گی کہ تیرا بھائی بھوکا تھا تو نے اُس کو کھانا نہ دیا۔ مثل اِس کے ہے کہ مجھ کو بھوکا رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے کہ جو آدمی کسی دوست کو سیراب کرے، اُس کو راہِ دوزخ میں سے سات خندقیں اُس پانی سے ٹھنڈی کردے گا اور ہر خندق کا راستہ ایک دوسرے سے پانچ سو سال کا ہوگا۔ خَیْرُ کُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ (مسند احمد جلد ۶ ص ۱۶)

”تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو کھانا کھلائے“۔

کبھی کبھی خوب سیر ہو کر کھانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنی بیوی) اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا' آج میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے میں دھیما پن محسوس کیا ہے' میں ایسے خیال کرتا ہوں کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمانا ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ (حضرت) اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اُن روٹیوں کو اُوپر تلے رکھ کر ایک رومال میں باندھ دیا۔ (حضرت) انس رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے روٹیاں اَیسے اس لئے دیں (تاکہ دوسرے لوگ نہ دیکھیں) اور کچھ کپڑا مجھ کو اَوڑھا دیا۔ اِس حال میں مجھے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ خیر میں چلا، میں نے دیکھا کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں (چپکا) کھڑا رہا۔ حیران ہوا کہ یا الٰہی اَب کیا کروں؟ اِتنے میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا۔ کیا تجھ کو ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھانا دے کر''۔ میں نے عرض کیا' جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر جتنے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے سب سے فرمایا' اُٹھو (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس) تمہاری دعوت ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے (لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلے) میں دوڑ کر اُن سے آگے نکل گیا اور (اُن سے پہلے آ کر) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہنے لگے! اجی ام سلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لئے آرہے ہیں اور ہمارے پاس تو اِتنا کھانا نہیں ہے، جو سب کو کافی ہو (اَب کیا ہوگا بڑی ندامت ہوگی) (حضرت) اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ ''اللہ جل شانہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہیں''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، (اِتنے میں

حضرت) ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (استقبال کے لئے) آگے بڑھے اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے ملے۔ پھر حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دونوں مل کر اندر تشریف لائے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا' جو کھانا تیرے پاس ہے وہ لے آ۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی روٹیاں (جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دی تھیں) سامنے رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِن روٹیوں کو توڑ کر چورا کرو' اُوپر سے حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھی کی کپی اُس پر نچوڑ دی، وہی گویا سالن تھا۔ **ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَاشَاءَ اللهُ** ''اب آپ ﷺ نے زبان سے وہ کلمات اِرشاد فرمائے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور تھے'' (یعنی برکت کی دُعا کی) دوسری روایت میں **فَمَسَّهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَدَعَا فِيْهَا بِالْبَرَكَةِ** ''آپ ﷺ نے اُسے چھوا اور اُس میں برکت کی دُعا فرمائی''۔ (کھانا سامنے رکھ کر دُعا فرمائی) اِس کے بعد حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو باہر سے دس آدمیوں کو بلانے کے لئے فرمایا (وہ آئے) اُنہوں نے کھانا کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے پھر اور دس آدمیوں کو بلایا۔ وہ بھی آئے، اُنہوں نے بھی (کھانا) کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے پھر اور دس کو بلوایا۔ اِسی طرح سب لوگوں نے (کھانا) کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔ یہ اسی (۸۰) آدمی تھے جنہوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ [۴۸]

خادِم کو بھی کھانے میں شریک کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا جَاءَ اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهٗ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُنَا وِلْهُ مِنْهُ** [۴۹] ''جب تم میں سے کسی کے پاس اُس کا خادم کھانا لائے تو وہ اُس کو بٹھا لے اور اپنے ساتھ کھانا کھلائے اگر خادم ساتھ کھانے سے اِنکار کرے یا اُس کا مالک اُس کو ساتھ نہ کھلائے تو اُس کھانے میں سے

۴۸؎ بخاری جلد۲ ص ۸۱۰' تیسیر الباری جلد۷ ص ۲۷۵' مسلم جلد۲ ص ۱۷۸۔ ۴۹؎ ابن ماجہ ص ۲۴۴ حدیث نمبر ۳۲۸۹' مسند احمد جلد۱ ص ۴۴۶۔

اُس کو کچھ دے دے"۔ یہ مروّت اور احسان ہے۔ شریعتِ اسلامیہ اور مسلمانوں کی مثال کسی شریعت اور قوم میں نہیں۔ مالک اور خادم ایک ساتھ کھاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا اَحَدُکُمْ قَرَّبَ اِلَیْهِ مَمْلُوْکُهٗ طَعَامًا قَدْ کَفَاهُ عَنَاءَهٗ وَحَرَّهٗ فَلْیَدْعُهٗ فَلْیَاْکُلْ مَعَهٗ فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلْیَاْخُذْ لُقْمَةً فَلْیَجْعَلْهَا عَلٰی یَدِهٖ** ۵۰؎ "جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا پکا کر (اُس کے) سامنے لائے تو اُس نے اُسے پکانے کی تکلیف اور گرمی برداشت کی تو مالک اُس کو بھی اپنے ساتھ کھانا دے۔ اگر ایسا نہ کرسکے تو ایک لقمہ اُس کھانے میں سے لے کر اُس کے ہاتھ میں رکھے"۔ تاکہ وہ راحت جو اُس کی وجہ سے اُس کے مالک کو حاصل ہوئی ہے اُس سے وہ بھی راحت حاصل کرے۔ اِسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا جَآءَ خَادِمُ اَحَدِکُمْ بِطَعَامِهٖ فَلْیُقْعِدْهُ مَعَهٗ اَوْ لِیُنَاوِلْهُ مِنْهُ فَاِنَّهٗ هُوَ الَّذِیْ وَلِیَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ** ۵۱؎ "جب تم میں سے کسی کا خادم، مخدوم کا کھانا لے کر آئے تو (کھانے کے لئے) اُس کو اپنے ساتھ بٹھالے یا تھوڑا سا کھانا اُس میں سے اُس کو دے دے کیونکہ اُس نے (اُس کے پکانے کی) گرمی اور دُھواں اُٹھایا ہے"۔

آدابِ مخدوم وخادِم:

۱۔ مخدوم کو خدام، ماتحتوں، ملازموں اور نوکروں سے دعوت قبول کرنا چاہیے اگرچہ وہ اپنے درجہ میں کم ہوں۔

۲۔ جب مخدوم اور خادم ایک پیالے میں کھائیں تو مخدوم ہر طرف سے کھاسکتا ہے

۳۔ خادم مخدوم کے ساتھ کھائے تو ہر طرف سے نہ کھائے۔

۴۔ خادم پیالے سے بوٹیاں یا کدّو وغیرہ چن کر مخدوم کے سامنے رکھ سکتا ہے۔

۵۰؎ ابن ماجہ ص۲۴۴ حدیث نمبر ۳۲۹۰۔ ۵۱؎ ابن ماجہ ص۲۴۴ حدیث نمبر ۳۲۹۱، کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۰۴۴۔

۵۔ خادم کو اپنے ساتھ ایک پیالے میں کھلانا بہت اچھا ہے۔

۶۔ کدو شریف پسند کرنا سُنّت ہے۔

۷۔ ہر سُنّت سے محبت کرنا طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔

کدّو شریف پسندیدہ ڈِش:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک درزی نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانے کی دعوت کی۔ جسے اُس نے (نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) تیار کیا تھا تو اُس نے جو کی روٹی اور گوشت اور کدو (شریف) شوربے والا (سالن) پیش کیا۔ فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' **يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ** ۵۲ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے آس پاس کدّو (شریف) تلاش فرماتے تھے (اور اُس کے ٹکڑے نکال کر تناول فرماتے تھے' (حضرت انس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں' اُس دن کے بعد سے میں کدّو (شریف) سے محبت کرتا ہوں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم باریک چپاتی تناول نہ فرماتے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَكَلَ عَلٰى سُكُرَّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَلَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ قِيْلَ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا كَانُوْا يَاكُلُوْنَ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ** ۵۳ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے طشتری میں رکھ کر کھانا تناول فرمایا ہو اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باریک چپاتی کھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا کھایا۔ لوگوں نے حضرت قتادہ علیہ الرحمہ سے پوچھا پھر کس چیز پر رکھ کر تناول فرماتے

---

۵۲ مشکوٰۃ ص ۳۶۴ حدیث نمبر ۴۱۸۰' مسلم حدیث نمبر ۱۴۴-۲۰۴۱' بخاری جلد ۲ ص ۸۱۷ حدیث نمبر ۵۳۷۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۸۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۵۰' مرقاۃ جلد ۸ ص ۹۶۔ ۵۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۱۱ حدیث نمبر ۵۳۸۶' تیسیر الباری جلد ۷ ص ۲۸۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۶۹' ترمذی حدیث نمبر ۱۲۸۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۹۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۲۔

تھے اُنہوں نے کہا دستر خوان پر“۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ کسی نے پوچھا کیا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کبھی سفید میدہ کی روٹی کھائی ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے دنیا سے پردہ فرمانے تک کبھی میدہ آیا بھی نہیں۔ پھر سائل نے پوچھا: **هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ** ﷺ ”کیا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات میں تم لوگوں کے یہاں چھلنیاں (چھانیاں) تھیں؟“ فرمایا: **مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلَ** ”ہمارے ہاں چھلنیاں نہیں تھیں۔“ سائل نے پوچھا پھر جو کی روٹی کیسے پکاتے تھے؟ (چونکہ اِس میں تنکے زیادہ ہوتے ہیں) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اُس آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے جو موٹے موٹے تنکے ہوتے تھے وہ اُڑ جاتے تھے باقی آٹا گوندھ لیتے تھے۔ ۵۴

آج کل گیہوں کی روٹی بغیر چھنے کھانا مشکل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم ہوتی ہے جبکہ میدہ کی روٹی نہایت ثقیل۔

جب کھانا پیش کیا جائے:

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت یزید سے روایت ہے‘ فرماتی ہیں‘ آپ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں کھانا آیا: **فَعُرِضَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا لَا نَشْتَهِيْهِ فَقَالَ لَا تَجْمَعْنَ جُوْعًا وَّكَذِبًا** ۵۵ ”آپ ﷺ نے ہمیں کھانے کے لئے فرمایا۔ ہم نے عرض کیا‘ ہمیں بھوک نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو باتوں کو اکٹھا مت کرو یعنی بھوک اور جھوٹ“۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کوئی کھانے کے لئے کہے تو بھوک کے باوجود کہیں گے ہمیں بھوک نہیں ہے‘ آپ ﷺ نے اِس سے منع فرمایا ہے۔ اگر بھوک ہو تو کھانا کھا لینا چاہیے‘ ورنہ جھوٹ بولنے میں دو نقصان ہیں ایک تو بھوکے رہے‘ دوسرا

۵۴ شمائل ترمذی ص ۹ عربی۔ ۵۵ ابن ماجہ ص ۲۴۵ حدیث نمبر ۳۲۹۸‘ مسند احمد جلد ۶ ص ۴۵۸‘ ۴۵۹‘ ۴۵۲‘ ۴۳۸‘ مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۵۱۔

جھوٹ بول کر عذاب میں مبتلا رہے۔ دنیا اور آخرت، دونوں کا خسارہ اُٹھایا۔

اَب پچھتانے کا کیا فائدہ؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۵۶ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اُدْنُ فَکُلْ فَقُلْتُ اِنِّیْ صَائِمٌ فَیَالَھْفَ نَفْسِی! ھَلَّا کُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ** صلی اللہ علیہ وسلم ۵۷ "نزدیک آ اور کھانا کھالے، میں نے عرض کیا، میں روزے سے ہوں۔ (فرماتے ہیں) اَب میں پچھتاتا ہوں، کاش میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں سے کھالیا ہوتا"۔

رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانا تو بہت بڑے شرف کی بات تھی۔ روزہ چھوڑ دیا جاتا تو کیا تھا، روزہ نفلی ہی تو تھا۔ پھر بھی رکھا جا سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جوٹھے کھانے پر لاکھوں روزے قربان۔ جب کوئی صالح بزرگ یا مرشد کامل مرید کو اپنے ساتھ کھانے کے لئے بلائے تو اگر نفلی روزہ ہو تو اُس کو چھوڑ دے اور کھانے میں شریک ہو جائے۔

کھانا پھینکنے کی ممانعت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پکڑا اور جھاڑ کر کھالیا اور فرمایا: **یَا عَائِشَۃُ: اَکْرِمِیْ کَرِیْمًا فَاِنَّھَا مَا نَفَرَتْ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ فَعَادَتْ اِلَیْھِمْ** ۵۸ اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عزّت والے کی عزّت کر (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جل

---

۵۶ یہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نہیں جو رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اِن کا تعلق بنی عبدالاشہل قبیلہ سے ہے۔ ۵۷ ابن ماجہ ص ۲۳۵ حدیث نمبر ۳۲۹۹، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۴۸، جلد ۵ ص ۲۹۔ ۵۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۵۳۔

جلالہ کے رزق کی) کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کا رزق جب کسی قوم سے پھر گیا تو پھر اُن کی طرف نہیں آتا"۔

رات کے کھانے کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَاِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ** ۵۹ "طعامِ شب کی عادت رکھو اگرچہ ناقص کھجور کی ایک مٹھی ہو' کیونکہ رات کے کھانے کا چھوڑنا بڑھاپے کا سبب ہے"۔

کھانا اُٹھائے جانے سے پہلے اُٹھنا اور لوگوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ روک لینا منع ہے:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: **اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يُّقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتّٰى يُرْفَعَ** ۶۰ "رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کھانے پر سے اُٹھنے سے منع فرمایا' یہاں تک کہ کھانا اُٹھایا جائے" (یعنی دسترخوان اُٹھانے سے پہلے نہیں اُٹھنا چاہیے یہاں تک لوگ اچھی طرح فارغ ہو جائیں)۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَاِنَّ الرَّجُلَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ** ۶۱ "جب دسترخوان بچھا دیا جائے تو پھر کوئی شخص (اُس وقت تک) دسترخوان سے نہ اُٹھے جب تک دسترخوان نہ اُٹھایا جائے اور کوئی

---

۵۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲' کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۸۲۸۹ ـ ۶۰ ابن ماجہ ص ۲۵۴ حدیث نمبر ۳۲۹۴ ـ ۶۱ ابن ماجہ ص ۲۴۵ حدیث نمبر ۳۲۹۵ ـ

شخص (جو شریک طعام ہے) اُس وقت تک کھانے سے ہاتھ نہ اُٹھائے، اگرچہ سیر ہوگیا ہو، یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی فارغ ہو جائیں۔ اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو اپنا عذر بیان کردے تاکہ دوسرے لوگ شرمندہ نہ ہوں۔ ہوسکتا ہے دوسرے لوگوں کو ابھی کھانے کی حاجت ہو"۔

خصوصاً صاحبِ خانہ اگر کھانے سے ہاتھ کھینچ لے تو دوسرے لوگ بھی کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ جب تک سارے لوگ فارغ نہ ہوں تب تک تھوڑا تھوڑا کھاتا رہے اگرچہ سیر ہو چکا ہو۔ ہڈی چوستا رہے مغز نکالتا رہے وغیرہ وغیرہ۔

اُنگلیاں اور برتن چاٹنا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم **اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّةِ الْبَرَكَةُ** ۶۲ "نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنگلیوں اور (اُنگلیوں کے ذریعے) پیالے (یا پلیٹ وتھالی وغیرہ) چاٹنے کا حکم فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ کس میں برکت ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا** ۶۳ "جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اُس کو چاٹ لے یا چٹوا لے"۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں **رَاَيْتُ النَّبِیَّ** صلی اللہ علیہ وسلم **يَلْعَقُ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ مِنَ الطَّعَامِ** ۶۴ "میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے بعد اپنی تینوں نورانی اُنگلیاں مبارک چاٹتے ہوئے دیکھا"۔

---

۶۲ مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۶۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۹۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۱۰۸، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۵ حدیث نمبر (۱۳۳-۲۰۳۳)۔ ۶۳ مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۶۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۶۹، بخاری حدیث نمبر ۵۴۵۶، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۵ حدیث نمبر (۱۲۹، ۲۰۳۱) ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۴۷، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۱۔ ۶۴ مسلم جلد ۲ ص ۱۷۵۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَلْعَقُ اَصَابِعَهُ ثَلٰثًا ۶۵؎ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی نورانی اُنگلیاں مبارک تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے۔''

نوٹ: کھانا کھالینے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے اُنگلیاں چاٹ لینی چاہییں۔ اِس روایت مبارک کے مطابق تین مرتبہ اُنگلیاں چاٹنے کا ذکر ہے' اِس طرح اُنگلیاں بالکل صاف ہو جاتی ہیں۔

اُنگلیاں چاٹنے کی ترتیب:

پہلے بیچ والی اُنگلی چاٹنی چاہیے اِس کے بعد شہادت والی اُنگلی اور اِس کے بعد انگوٹھا۔ ایک یہ کہ اِس طرح اُنگلیاں چاٹنے کا دور دائیں طرف کو چلتا ہے۔ شہادت کی اُنگلی درمیانی اُنگلی کے دائیں جانب واقع ہوگی۔ دوسرے یہ کہ بیچ کی اُنگلی لمبی ہونے کی وجہ سے زیادہ ملوث ہوتی ہے۔ اِس لئے بھی اِس سے ابتداء مناسب ہے۔ بعض لوگ اُنگلیاں چاٹنے کو ناپسند اور قبیح سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہی اُنگلیاں ہیں جن پر وہ کھانا لگا ہوا ہے جو اِتنی دیر سے کھایا جا رہا تھا۔ اِس میں نئی چیز کیا ہوگی؟

برتن چاٹنا:

حضرت اُمِّ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' ہذیل کے ایک شخص سے روایت ہے۔ جس کو نبیشہ کہتے ہیں ہمارے پاس حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ آئے اور ہم ایک پیالہ میں کھانا کھا رہے تھے۔ اُنہوں نے ہمیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ایک حدیث شریف بیان کی کہ مَنْ اَکَلَ فِیْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحَسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ ۶۶؎ ''جو آدمی کسی برتن میں کھانا کھائے پھر اُسے پونچھ

۶۵؎ شمائل ترمذی ص ۹ عربی حدیث نمبر ۷۔ ۶۶؎ ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۷۱' مسند احمد ص ۲۲۰' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۹۰' بخاری جلد ۲ ص ۸۲۰' مسلم جلد ۲ ص ۱۷۵' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۷' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۸۶۔

لے یعنی چاٹ لے تو وہ برتن اُس کی مغفرت مانگتا ہے"۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے جمادات میں بھی نفس اور اِدراک ہوتا ہے۔ غرضِ شرع کی رُو سے کوئی شے ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں نفس اور اِدراک نہ ہو۔ کیا حیوانات کیا نباتات' کیا جمادات اور بعضوں نے اِس کی تاویل کی اور کہا کہ پیالہ کی دُعا سے یہ مراد ہے کہ پیالہ پونچھنا اُس کے لئے مغفرت کا سبب ہوگا کیونکہ یہ عاجزی پر دلالت کرتا ہے۔

برتن کا دُعا کرنا:

اِنہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ أَكَلَ فِيْ قِصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا تَقُوْلُ لَهُ الْقَصْعَةُ اَعْتَقَكَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ كَمَا اَعْتَقْتَنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ** ۶۷ "جو کوئی پیالہ (یا برتن میں کھائے پھر اُسے چاٹ لے (یعنی روٹی یا اُنگلی سے چاٹ کر صاف کرلے) تو پیالہ (یا برتن) اُس سے کہتا ہے' اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) تجھے آگ سے آزاد کرے جیسے تو نے مجھے شیطان سے آزاد کرلیا ہے"۔

نوٹ: حدیث شریف بالکل ظاہری معنی پر ہے تاویل' یعنی' چونکہ' چنانچہ وغیرہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ واقعی پیالہ یا برتن ایسے کھانے والے کے لئے دُعا کرتا ہے کیونکہ اِس میں برتن کی صفائی ہے، کھانے کا اَدب ہے۔ برتن میں کھانا چھوڑنے سے اُس پر مکھیاں بھنکتی ہیں، صفائی کے بعد کھانا گندگی اور نالی میں پھینک دیا جاتا ہے جس سے اُس کی سخت بے ادبی اور بے قدری ہوتی ہے' جبکہ رزق تو انعامِ الٰہی ہے۔ ۶۸

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور تری منہ پر ملنا:

حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا، آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا **فَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ **يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَاْسَهُ وَقَالَ**

۶۷ مشکوٰۃ ص ۳۶۸ حدیث نمبر ۴۲۲۲' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۴۰۔ ۶۸ مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۶ ص ۳۷۔

یَا عِکْرَاشُ ھٰذَا الْوُضُوْءُ مِمَّا غَیَّرَتِ النَّارُ ۶۹؎ ''پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) دھوئے اور (ہاتھوں کی) تری کو اپنے (نورانی) چہرہ (مبارک)، دونوں (نورانی) بازوؤں اور سر (انور) پر ملا اور فرمایا: اے عکراش یہ اُس چیز کا وضو ہے جو آگ سے پکی ہو''۔

کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونے کا نقصان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرٌ لَّمْ یَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْ مَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ** ۷۰؎ ''جو شخص رات اِس حالت میں گزارے کہ (کھانے کے بعد) اُس نے ہاتھ نہ دھوئے اور اُس کے ہاتھوں پر چکنائی لگی رہی پھر اُس کو کچھ مصیبت پہنچے (مراد یہ ہے کہ کوئی کیڑا مکوڑہ کاٹے یا چوہا وغیرہ کہ یہ کھانے کی خوشبو پر دوڑتا ہے) تو اپنے آپ کو ملامت کرے''۔

دُعا بعد از طعام:

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ** ''جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا دستر خوان اُٹھایا جاتا (یعنی کھانا تناول فرمالیتے) تو یہ دُعا فرماتے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ غَیْرَ مُکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا** ۷۱؎ ''تمام

۶۹؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۲۳' ترمذی جلد ۲ ص ۷ حدیث نمبر ۱۸۴۸۔ ۷۰؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۴۲۱۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۵۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۶۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۷۶' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۰' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۵۲' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۵۲۔ ۷۱؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۵ حدیث نمبر ۴۱۹۹' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۴' بخاری جلد ۲ ص ۸۲۰ حدیث نمبر ۵۴۵۸' دارمی جلد ۲ ص ۹۵' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۴۹' ترمذی حدیث نمبر ۳۴۵۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۸۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۹۵' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۴۲' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۰۹۔

تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) کے لئے ہیں یعنی بے حد تعریفیں اور شکر طیّب برکت والی حمد، نہ کفایت کیا ہوا نہ وداع کیا ہوا اور نہ اُس سے بے پرواہی کی ہوئی اے ہمارے رب (جل جلالک)"۔

کھانے کے بعد کی ایک اور دُعا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کھانے سے فارغ ہوتے تو اِن کلمات کے ساتھ بھی دُعا فرماتے: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ [۲] "شکر ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) کا جس نے ہم کو کھلایا، ہم کو پلایا اور مسلمان بنایا"۔ آپ ﷺ نے اُمت کی تعلیم کے لئے دُعا فرمائی لہٰذا ہمیں کھانے پینے کے بعد اِس دُعا کو پڑھنے سے بھولنا نہیں چاہیے۔

ایک اور دُعا:

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کھانا تناول فرماتے یا پانی وغیرہ پیتے تو اُس کے بعد اِس طرح دُعا فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَہٗ وَجَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا [۳] "شکر ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) کا، وہ ذات جس نے کھلایا' پلایا اور اِسے بآسانی اُتارا اور خارج ہونے کا راستہ بنایا"۔

کھانے کے بعد دُعا سے گناہوں کی بخشش:

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَکَلَ طَعَامًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

---

[۲] مشکوٰۃ ص ۳۶۵ حدیث نمبر ۴۲۰۴' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۳' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲' ترمذی حدیث نمبر ۳۴۵۷' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۸۳' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۱۵۔

[۳] مشکوٰۃ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۴۲۰۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۵۱' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۵۔

اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۴؎ "جو کوئی کھانا کھائے پھر یہ کہے "تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) کے لئے ہیں جس نے میری طاقت اور زور کے بغیر مجھے یہ کھانا کھلایا"۔ تو اُس کے اگلے یعنی پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

شکر کرنے والے سے اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہوتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاُکْلَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا ۵؎ "اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) اُس بندے سے خوش ہوتا ہے کہ وہ لقمہ کھائے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) کا شکر کرے یا پانی کا گھونٹ پیئے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) کا شکر ادا کرے"۔

دعوت قبول کرنے کے آداب:

اوّل: دعوت کھانے میں امیر وغریب کی تخصیص نہ کرے۔ بلکہ غریب کے یہاں ضرور جا کر کھائے۔ کیونکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم مساکین کے یہاں جا کر ضرور دعوت کھاتے تھے۔ ایک بار حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ راستے سے گزر رہے تھے کہ لوگوں نے کہا، یا ابنِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے (ساتھ کھانے میں) شریک ہو جایئے! تو آپ سواری سے اُتر گئے، اُن لوگوں کے پاس روٹی کے سُوکھے ٹکڑے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُتر کر کھائے اور فرمایا کہ اللہ عزوجل مغرور آدمی کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر اُن لوگوں سے فرمایا کہ اَب کل تم لوگوں کی میرے پاس دعوت ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں کیلئے بہترین کھانے تیار کرائے اور خود بھی اُنہی کے ساتھ کھائے۔

دوم: اگر یہ سمجھے کہ میزبان صرف ظاہری طور پر ہی اُس کو بلانا چاہتا ہے تو کوئی

۴؎ ابن ماجہ ص ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۲۸۵، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۹۳۔ ۵؎ مشکوٰۃ ص ۳۶۵ حدیث نمبر ۴۲۰۰، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۵، مسلم حدیث نمبر ۶۹۳۲/۸۹، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۱۱۔

بہانہ کر کے دعوت قبول نہ کرے بلکہ ایسے شخص کے پاس جانا چاہئے جہاں میزبان اُس کا اِحسان جانتا ہو۔ اِسی طرح اگر یہ سمجھے کہ میزبان کے یہاں خلافِ شریعت کھانے کی چیزیں بھی ہیں مثلاً اطلس کا فرش، چاندی کی انگیٹھی، تصاویر جانوراں، راگ ونغمہ وغیرہ یا فحش کلامی و مسخراپن کا اَندیشہ ہے یا جوان عورتیں مردوں کو دیکھتی ہیں تو ایسی جگہ نہ جائے کیونکہ یہ بھی خلافِ شریعت ہے۔ یا اگر میزبان کا مقصدِ دعوت صرف شیخی مارنا ہی ہو یا وہ ظالم وفاسق وفاجر یا بدعتی ہو تو بھی دعوت کو رَد کر دے۔

سوم: راستے کی دُوری کی وجہ سے دعوت پر جانے سے پرہیز نہ کرے۔ بلکہ جتنا راستہ ہو بخوشی طے کرے۔ توریت میں حکم ہے کہ بیمار کی عیادت کیلئے ایک میل جاؤ اور تشیع (جنازہ) میں دو میل۔ مہمان ہونے کے لئے تین میل تک اور دینی بھائی کیلئے چار میل تک جانا چاہئے۔

چہارم: روزے کی وجہ سے ردِ دعوت نہ کرے۔ بلکہ وہاں جائے اور خوشبوؤں وغیرہ کے سونگھنے سے میزبان کو خوش کرے۔ لیکن اگر وہ اُس پر بھی ناراض ہو تو روزہ (اگر سُنّت یا نفلی ہو تو) توڑ ڈالے کیونکہ مسلمان کے دِل کو توڑنے سے یہ بہتر ہے کہ روزہ توڑ دے۔ رسول اللہ ﷺ ایسے آدمی سے ناراض ہوئے ہیں جو میزبان نوازی کو مدِنظر نہ رکھ کر روزہ برقرار رکھے اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تیری وجہ سے تکلیف اُٹھائے اور تو روزہ رکھے۔

پنجم: صرف پیٹ بھرنے کیلئے دعوت قبول نہ کرے۔ کیونکہ یہ عمل حیوانوں جیسا ہے۔ بلکہ اِس کو سُنّت سمجھ کر عمل میں لائے۔ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے جو آدمی دعوت قبول نہ کرے وہ میرا اور اللہ (عزوجل) کا گنہگار ہے۔ اِسی لئے بعض علماء کا قول ہے کہ دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے کہ مومن کی عزّت اللہ عزوجل کی عزّت کے برابر ہے اور میزبان سے ملنے کی نیت دِل میں ہونی چاہئے۔ اِس وقت اپنے آپ کو غیبت سے بچائے تاکہ لوگ نہ آنے والوں پر نکتہ چینی نہ کریں۔

دعوت میں شرکت کیلئے چھ میں سے ایک نیت ہونی چاہیے۔ ان میں سے ہر ایک نیت میں ثواب ملتا ہے اور نیتوں کی وجہ سے مباح چیزیں قربِ الٰہی حاصل کر لیتی

ہیں۔ بزرگانِ دین کی کوشش رہی ہے کہ اُن کی ہر حرکت وسکون دین کے ساتھ نسبت رکھنے والی ہو۔ تا کہ اُن کا کوئی لمحہ بھی عبادت سے خالی نہ جائے۔

میزبان کو زیادہ اِنتظار نہ کروائے۔ اچھی جگہ بیٹھنے کی کوشش کرے، بلکہ میزبان جہاں بٹھائے وہاں بیٹھے اور اگر لوگ اُس کو صدر کی جگہ دینا چاہیں تو اِظہارِ اِنکساری کرے۔ ایسی جگہ بیٹھنے سے پرہیز کرے جہاں عورتوں کا قرب ہو۔ جہاں سے کھانا لایا جائے۔ اُس طرف نہ دیکھے پاس بیٹھنے والوں کی مزاج پُرسی کرنا ضروری ہے۔ اگر خلاف شریعت کوئی چیز دیکھے تو اُس کو روک دے اور اگر نہ روک سکے تو وہاں سے خود چلا آئے۔ حضرت اِمام حنبل علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ چاندی کی سُرمہ دانی بھی اگر وہاں دیکھے تو بھی وہاں سے چلا آئے۔

دعوت قبول کرنا:

جب کسی کو کھانے کیلئے بلایا جائے تو اُسے قبول کرنا سُنّت ہے۔ بلکہ ولیمہ کی دعوت میں زیادہ تاکید آئی ہے۔ تاہم بعض لوگ ازراہِ غرور وتکبر دعوت میں شریک نہیں ہوتے۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ اگر یہ عملی تصنّع اور ریاکاری کے طریقے سے کیا جائے تو تکبر سے کمتر ہے۔

روایت ہے کہ حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن غریبوں کے پاس سے گذرے جو راستوں پر لوگوں سے مانگتے تھے۔ اُنہوں نے روٹی کے ٹکڑے راستوں پر پھیلا رکھے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خچر پر سوار ہوکر جارہے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اُن کے پاس سے گذرے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو سلام کیا۔ اُنہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا' اے فرزندِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کھانے پر تشریف لایئے، آپ نے فرمایا: ہاں! اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) متکبروں کو ناپسند فرماتا ہے۔ پھر آپ پیٹھ موڑ کر اپنی سواری سے اُترے اور اُن کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانے لگے۔ اِس کے بعد سلام کر کے سوار ہوگئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بھائیوں کے ساتھ مل کر کھانا کھانا اہل وعیال کے ساتھ بیٹھ کر کھانے سے اُفضل ہے۔

روایت ہے کہ ہارون الرشید نے نابینا ابومعاویہ کو بلایا اور حکم دیا کہ انہیں کھانا پیش کیا جائے۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو ہارون الرشید نے طشت میں پانی ڈال کر ہاتھ دُھلائے۔ جب وہ فارغ ہوگئے تو ہارون الرشید نے اُن سے پوچھا' اے ابومعاویہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ہاتھ کس نے دُھلائے؟ اُنہوں نے کہا' مجھے نہیں معلوم۔ ہارون الرشید نے کہا' امیر المؤمنین نے (ہاتھ دُھلائے)۔ ابومعاویہ نے کہا' اے امیر المؤمنین! آپ نے علم کی تعظیم وتکریم کی ہے۔ لہٰذا جس طرح آپ نے علم کا وقار بڑھایا ہے' اسی طرح اللہ (عزوجل) آپ کی عزت کو دوبالا فرمائے۔ ۶؎

جب دو آدمی بیک وقت دعوت دیں:

حضرت عبدالرحمٰن حمیری علیہ الرحمۃ' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا فَاِنَّ اَقْرَبَهُمَا بَابًا اَقْرَبُهَا جِوَارًا وَّاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِیْ سَبَقَ** ۷؎ ''جب دو شخص ایک ساتھ دعوت دیں تو جس کا مکان قریب ہو اُس کے یہاں مدعو شخص جائے۔ کیونکہ جس کا مکان قریب ہے وہ ہمسائیگی کے حق سے زیادہ نزدیک ہے (یعنی اُس کی ہمسائیگی کا حق زیادہ مقدم ہے) اگر کسی نے پہلے دعوت کی ہو تو وہی زیادہ حق دار ہے (دوسرے سے جس نے بعد میں دعوت دی) یعنی جب ایک شخص دعوت دے چکا پھر دوسرا دعوت دے تو پہلا زیادہ حق دار ہے۔

مومن کے مومن پر چند حقوق:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ**

۶؎ کیمیائے سعادت باب آدابِ طعام۔ ۷؎ ابوداؤد جلد۲ص ۱۷۱' مسند احمد جلد۵ ص ۴۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ص ۲۷۵' مشکل الآثار جلد۴ص ۲۹۔

اَلْمَرِیْضِ وَ اتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ ۸؎ ’’(ایک) مسلمان کے (دوسرے) مسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا اور (۵) چھینک کا جواب دینا‘‘۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِیْلَ مَا ھُنَّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اِذَا لَقِیْتَہٗ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَاِذَا دَعَاکَ فَاَجِبْہُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَکَ فَانْصَحْ لَہٗ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتْہُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْہُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْہُ ۹؎ ’’مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ کیا کیا ہیں؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱) جب تم اُس سے ملو تو اُسے سلام کرو (۲) جب تمہیں دعوت دے تو دعوت کو قبول کرو (۳) جب تم سے خیر خواہی چاہے تو خیر خواہی کرو (۴) جب چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اُس کا جواب دو (۵) جب وہ بیمار ہو تو اُس کی عیادت کرو اور (۶) جب وہ مرجائے تو اُس کے جنازے کے ساتھ جاؤ‘‘۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَمَرَنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَبْعٍ' اَمَرَنَا بِعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ

۸؎ بخاری حدیث نمبر ۱۲۳۰' مسلم حدیث نمبر ۲۱۲۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۳۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۳۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۲۴' مرقاۃ جلد ۴ص ۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ص ۳۸۶' الترغیب والترغیب جلد ۳ص ۴۲۶' ۱۳۵' جلد ۴ص ۳۱۶' الادب المفرد حدیث نمبر ۹۹۱' کنز العمال حدیث نمبر ۲۴۸۳۸' ۲۴۷۷۰' نصب الرایۃ جلد ۲ص ۲۵۷ جلد ۴ص ۲۷۔ ۹؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۲۵' مسلم حدیث نمبر ۲۱۶۲' نسائی حدیث نمبر ۱۹۳۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۳۳' مرقاۃ جلد ۴ص ۴' مسند احمد جلد ۲ص ۴۱۲' ۳۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ص ۳۴۷' جلد ۱۰ص ۱۰۸' الادب المفرد حدیث نمبر ۹۲۵' الترغیب والترہیب جلد ۳ص ۴۲۶' جلد ۴ص ۳۱۷' کنز العمال حدیث نمبر ۲۴۷۷۱۔

اَلْمَظْلُوْمِ ۸۰؎ ”ہمیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے سات کام کرنے کا حکم فرمایا۔ہمیں حکم فرمایا (۱) مریض کی عیادت کرنے کا (۲) جنازوں کے ساتھ جانے کا (۳) چھینکنے والے کو جواب دینے کا (۴) سلام کا جواب دینے کا (۵) دعوت قبول کرنے کا (۶) قسم والے کو بری کرنے کا (یعنی اگر مسلمان بھائی آئندہ کے لئے ایسی قسم کھائے جس کو پوری کرنے کی تم مدد کر سکتے ہو تو ضرور کر دو تا کہ اُس کی قسم پوری ہو جائے) اور (۷) مظلوم کی مدد کرنے کا“۔

محولہ بالا احادیثِ مبارکہ میں کل آٹھ حقوق بیان کیے گئے ہیں جن میں پانچ مشترک ہیں مثلاً سلام کرنا' چھینک کا جواب دینا' دعوت قبول کرنا' عیادت کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا جبکہ تین مختلف ہیں (۱) خیر خواہی کرنا (۲) قسم پوری کرنے میں مدد کرنا (۳) مظلوم بھائی کی اِمداد کرنا۔ یہ اِسلامی حقوق' مسلمان فاسق ہو یا متقی سب کو برابر حاصل ہیں' کافروں کا اِن میں کوئی حق نہیں۔ ہاں! البتہ اگر خادم غیر مسلم ہو تو اُس کی عیادت کرنی جائز ہے' بلکہ سُنّت ہے۔

دعوت قبول نہ کرنے کا گناہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَۃٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِیْرًا ۸۱؎ ”جس کو دعوت دی جائے اور وہ دعوت کو قبول نہ کرے تو بے شک اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو جو کوئی بغیر دعوت کے چلا آیا تو گویا وہ چور بن کر گھر میں آیا اور لوٹ مار کر کے نکلا“۔

مدعو کو کھانا کھانے یا نہ کھانے کا اِختیار:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۸۰؎ بخاری حدیث نمبر ۱۲۳۹' مسلم حدیث نمبر ۲۰۶۶' ترمذی حدیث نمبر ۲۸۰۹' نسائی حدیث نمبر ۱۹۳۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ص ۳۵۔ ۸۱؎ ابوداؤد جلد ۲ص ۱۶۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۲۲۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ص ۱۴۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ص ۶۸' تلخیص الحبیر جلد ۳ص ۱۹۴' مرقاۃ جلد ۳ص ۳۴۳۔

مَنْ دُعِیَ فَلْیُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ ۸۲؎ ''جو کوئی دعوت میں بلایا جائے تو چاہیے کہ دعوت قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھانا کھائے اور چاہے تو نہ کھائے (یعنی اگر روزہ دار ہو یا کوئی عذر ہو لیکن جائے ضرور، دعوت کو رد نہ کرے)۔

مہمان کی مہمان نوازی کب تک؟

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ اَلضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ وَّمَا بَعْدَ ذَالِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ ۸۳؎ ''جو کوئی شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان لائے تو اُس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی ایک دن اور ایک رات اچھی طرح سے تعظیم کرے اور جائزہ مہمان کا ایک دن اور ایک رات ہے تو تین دن تک مہمان داری ہے اور اُس کے بعد پھر صدقہ اور میزبان کو مشقت میں ڈالنے کے لئے اُس کے پاس ٹھہرنا مہمان کو حلال نہیں''۔

''نہایہ'' میں اس حدیث شریف کے معنی میں یوں لکھا ہے کہ تین روز مہمانی کرے تو پہلے روز تکلف کرے اور جو کچھ ہو سکے بھلائی اور احسان سے پیش آئے اور دوسرے تیسرے دن جو کچھ ہو بے تکلف حاضر کرے اور بعد اُس کے کچھ اس قدر دے دے کہ جس سے مہمان ایک روز وشب طے کر سکے اور جائزہ سے مراد کچھ دے دینا ہے مگر یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ اَب مہمانی کا وجوب منسوخ ہو گیا ہے۔ مسنون رہ گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ ''ضیافت کی حد تین دن ہے، پھر اس کے بعد خیرات ہے''۔ حضرت امام ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت حارث بن مسکین رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں موجود تھا تو اسی طرح پڑھا گیا کہ حضرت اشہب علیہ الرحمہ نے کہا حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے

۸۲؎ ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۲۹۔ ۸۳؎ ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۷۰ حدیث نمبر ۳۷۴۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۴۴، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۰، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۴۳، دارمی جلد ۲ ص ۹۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۷۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۹۶۷-۲۵۰۰۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشاد جائزۃ یوم ولیلۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا اس سے مراد یہ ہے کہ یُکْرِمُہٗ وَیُتْحِفُہٗ وَیُحْفِظُہٗ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَّثَلاَ ثَۃُ اَیَّامٍ ضَیَافَۃٌ ۸۴؎ ''ایک دن تک اُس کو خوب تکریم دے، اُسے تحفہ دے، اُس کی اچھی طرح دیکھ بھال رکھے اور تین دن تک ضیافت کرے''۔

کسی شخص کی دعوت اہل وعیال کی ہمراہی سے مشروط کرنا:

بعض اَوقات اَیسے ہوتا ہے کہ برادری یا اَحباب کسی عزیز کو دعوت دیتے ہیں لیکن جسے دعوت دی جاتی ہے وہ یہ کہے کہ میں اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لاؤں گا۔ اگر دعوت دینے والا یہ کہے کہ آپ کی بیوی کو دعوت نہیں تو ایسی صورت میں (جس شخص کو دعوت دی جارہی ہے) وہ دعوت قبول کرنے سے اِنکار کرسکتا ہے۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ایک ہمسایہ تھا اور وہ فارس کا رہنے والا تھا' عمدہ شوربا بنانے کا ماہر تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لئے شوربا تیار کیا اور آپ ﷺ کو بلانے آیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بھی دعوت ہے؟ اُس نے عرض کیا نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں بھی نہیں آتا۔ (اس پر وہ چلا گیا) پھر دوبارہ بلانے کے لئے حاضرِ خدمت ہوا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بھی دعوت ہے؟ اُس نے عرض کیا' نہیں: تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں بھی نہیں آتا۔ پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ کو بلانے کے لئے آیا' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بھی دعوت ہے؟ تو تیسری بار میں اُس نے عرض کیا' جی ہاں! (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بھی دعوت ہے۔ پھر دونوں (یعنی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ایک دوسرے کے پیچھے چلے یہاں تک کہ

۸۴؎ ابوداؤد جلد۲ص ۱۷۰۔ دارمی جلد۲ص ۹۸۔

اُس کے مکان پر پہنچے"۔ ۸۵ے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب (مدینہ منورہ کے گرد) خندق کھودی گئی۔ خندق کے روز (جب خندق کھود رہے تھے) اِدھر اُدھر آگے پیچھے کر رہے تھے کہ سخت پتھریلی زمین نکل آئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خندق میں سخت پتھریلی زمین نکل آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہاں جاتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے۔ حالانکہ پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا' ہم نے بھی تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے معول (کدال) پکڑا اور پتھریلی زمین میں مارا تو وہ ریزہ ریزہ ہوگئی۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' مجھے گھر جانے کی اِجازت عطا فرمائیں (اِجازت ملنے پر) میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا' کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھانا تناول فرمانا ہے۔ اُس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک پلا ہوا بچہ تھا' میں نے اُس کو ذبح کیا اور میری عورت نے آٹا پیسا۔ وہ میرے ساتھ ان کاموں سے فارغ ہوگئی (یعنی کام مکمل کیے) میں نے بکری کے بچے کا گوشت کاٹ کر ہنڈیا میں ڈالا۔ بعد ازیں میں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میری بیوی نے کہا' مجھے رسوا نہ کرنا (مطلب یہ کہ جتنا کھانا ہے اُتنے بندے لے کر آنا کہیں زیادہ بندے نہ لے آنا) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' فَسَارَرْتُهُ (میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکے سے عرض کیا) یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں

۸۵ے مسلم جلد ۲ ص ۱۷۶' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۲۳۔

نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے' ایک صاع جو کا آٹا جو ہمارے پاس تھا تیار کیا ہے' تو آپ ﷺ چند احباب کو اپنے ساتھ لے کر تشریف لائیں یہ سن کر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پکارا: **یَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَكُمْ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ** "اے خندق والو! جابر (رضی اللہ عنہ) نے تمہاری دعوت کی ہے تو تم سبھی آؤ"۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: **لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْئَ** "ہنڈیا چولہے سے مت اُتارنا اور آٹے کی روٹی مت پکانا پہلے مجھے آلینے دینا"۔ فرماتے ہیں پھر میں گھر آیا اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی تشریف لائے' آپ ﷺ آگے آگے تھے اور لوگ پیچھے۔ میں اپنی زوجہ کے پاس گھر آیا تو اُسے بتایا کہ (ایک ہزار یا چودہ سو آدمی آرہے ہیں) اُس کی بیوی نے کہا' اَب تو ہی جانے کیا کرنا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو اُسی طرح کہا جس طرح تو نے کہا تھا یعنی چپکے سے بات کی تھی لیکن رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے سب کو دعوت دے دی۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے' آپ ﷺ نے **فَبَصَقَ فِيْهَا وَبَارَكَ** "اپنا لعابِ دہن شریف آٹے اور ہنڈیا میں ڈالا اور برکت کی دُعا فرمائی"۔ بعد ازیں فرمایا: روٹی پکانے کے لئے ایک اور عورت کو بلالو جو تیری عورت کے ساتھ مل کر روٹی پکائے اور ہنڈیا کو چولہے سے اُتارے بغیر سالن دیتے جاؤ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ اُس وقت ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ تو میں قسم کھاتا ہوں کہ سب نے کھانا کھایا یہاں تک کہ چھوڑ دیا اور لوٹ گئے اور ہنڈیا کا وہی حال تھا کہ اُبل رہی تھی اور آٹا بھی اُتنے کا اُتنا ہی تھا' جس کی روٹیاں بن رہی تھیں"۔ [۸۶]

کسی کے ہاں بن بلائے چلے جانا:

اَیسا رشتہ دار یا دوست جس کے ہاں کھانے پر بن بلائے جانے سے رشتہ

---

[۸۶] بخاری جلد ۲ ص ۵۸۹' مسلم جلد ۲ ص ۱۷۹' فتح الباری جلد ۷ ص ۵۰۳-۵۰۲' دلائل النبوۃ جلد ۳ ص ۴۲۶' مشکوٰۃ ص ۵۳۲۔

دار یا دوست خوش ہو تو وہاں جانے میں حرج نہیں بلکہ اپنے ساتھ ایک دو دوستوں یا عزیزوں کو لے جانے سے بھی اظہارِ خوشی ہو تو لے جانا صحیح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک دن یا رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آستانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَا اَخْرَجَکُمَا مِنْ بُیُوْتِکُمَا ھٰذِہِ السَّاعَۃَ** ''تم دونوں اس وقت کیوں نکلے ہو''؟

اُنہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہمیں کھانے کی حاجت تھی' اس لئے ہم نکلے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **وَاَنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَخْرَجَنِیَ الَّذِیْ اَخْرَجَکُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَہٗ** ''قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں پھر فرمایا: چلو۔ تو پھر وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اَنصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے مگر وہ گھر میں موجود نہیں تھا۔ اُس کی بیوی نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (دِل کی گہرائیوں سے) خوش آمدید' مرحبا و اہلاً عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص یعنی تیرا شوہر کہاں ہے؟ اُس نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اِتنے میں وہ اَنصاری صحابی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ جب اُس نے رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور عرض کرنے لگا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا اَحَدٌ الْیَوْمَ اَکْرَمُ اَضْیَافًا مِنِّیْ** ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا شکر ہے آج کے دن کسی کے پاس ایسے عزت والے مہمانانِ گرامی نہیں ہیں جیسے میرے پاس ہیں''۔ پھر وہ گیا اور کھجور کا ایک خوشہ لے کر آیا جس میں گدر، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں اور عرض کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِن میں سے تناول فرمائیں۔ پھر اُس نے بکری ذبح کرنے کے لئے چھری پکڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: دُودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ اُس نے ایک بکری ذبح کی (اُسے پکایا) اور سب نے اُس میں سے گوشت تناول فرمایا''۔ ۸۷

کہتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کے گھر میں آئی۔ تو وہ گھر میں نہیں تھے۔ لہٰذا انہوں نے دروازہ کھول کر دسترخوان نکالا اور کھانے لگے۔ اِتنے میں حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ بھی آگئے۔ تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہا، تم نے بزرگانِ سلف کے اَخلاق یاد دلائے وہ اَیسے ہی ہوا کرتے تھے''۔

بزرگانِ دین میں سے ایک صاحب راغب گزرے ہیں۔ جن کے تین سو ساٹھ دوست تھے اور وہ ہر دوست کے یہاں ایک دن رہا کرتے تھے۔ ایک بزرگ کے تیس دوست تھے دوسرے صاحب کے ساٹھ دوست تھے، اور یہ ایک دوسرے دوست کے یہاں ایک ایک دن رہتے۔ اِن لوگوں کا وہاں رہنا باعث خیر و برکت تھا اگر دینی و حقیقی دوستی ہو تو اُس کی عدم موجودگی میں بھی اُس کے یہاں کھانا کھا لینا چاہیے۔ ایک بار حضور ﷺ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے اور وہ گھر پر نہ تھے لیکن حضور ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔ حضرت محمد بن واسع علیہ الرحمہ ایک بار اپنے مریدوں کے ساتھ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے اور وہاں جو کچھ مل گیا کھا لیا۔ جب حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ آئے تو یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اِسی طرح حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کے گھر جا کر کچھ لوگوں نے کھانا کھایا جب وہ آئے تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ آپ لوگوں نے مجھے اَسلاف کے زمانے کی یاد دلا دی۔

اگر کوئی آدمی آئے تو جو کچھ موجود ہو وہی کھلا دے لیکن اگر نہ ہو، تو قرض نہ مانگے، یا اگر ضرورت سے زیادہ کھانا نہ ہو تو بھی، اُس کو کھلانے کی ضرورت نہیں۔ ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دعوت کیلئے مدعو کیا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ میں تین شرائط پر تمہارے یہاں آنے پر تیار ہوں۔ پہلے یہ کہ بازار سے کوئی چیز نہ لاؤ گے۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ گھر میں ہو وہ واپس نہ لے

---

۸۷ مسلم جلد ۲ ص ۱۷۶ حدیث نمبر ۱۴۰-۲۰۳۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۸۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۴۶، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۳۵، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ حدیث نمبر ۱۷۴۔

جانا تیسرے یہ کہ گھر والوں کیلئے پیٹ بھر کھانا اول رکھ دو۔ حضرت فضیل علیہ الرحمہ کا مقولہ ہے کہ لوگ آپس میں تکلف کرنے کی وجہ سے غیریت برتنے لگتے ہیں۔ اگر تکلف نہ ہو تو ہر آدمی ایک دوسرے سے انتہائی بے باکی اور خلوص سے ملے گا۔ ایک بار وہ کسی کے ساتھ کھا رہے تھے تو اس شخص نے کہا کہ جب میں تنہا ہوتا ہوں تو اِس طرح کھانا نہیں کھاتا لہٰذا تکلف ختم کر دیا جائے ورنہ آپس میں بیٹھ کر کھانا نہ کھایا جائے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے کہ تکلف نہ کرو اور جو موجود ہو کھا لو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روٹی کے سوکھے ٹکڑے اور کھجوریں ایک دوسرے کے سامنے لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے بڑا گنہگار وہ ہے جو ماحضر کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے دوسرے کو نہ کھلائے یا دوسرے کا خود نہ کھائے۔

غیر مدعو شخص اگر مہمان کے ساتھ آئے:

بعض اَوقات اِنسان کسی کو دعوتِ طعام دیتا ہے اور اُس میں یہ مخصوص کرتا ہے کہ ایک یا دو آدمی آئیں مگر مدعو مہمان کے ساتھ ایک یا دو سے زائد آدمی آجائیں تو پھر طریقہ مہمانی کیا ہے؟ اور آنے والوں کو میزبان سے کیا کہنا چاہیے؟

جواب بذریعہ واقعہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت ابو شعیب انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک غلام گوشت بیچا کرتا تھا۔ حضرت ابو شعیب انصاری رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کافی دِنوں سے) کھانا نہیں کھایا ہے۔ تو اُنہوں نے اپنے غلام سے کہا، پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ آدمیوں میں پانچویں ہیں۔ پھر وہ صاحب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدمی اور چل پڑا، جب (میزبان کے) دروازے پر پہنچے تو: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ ھٰذَا اتَّبَعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَأْذَنَ لَهٗ

وَاِنْ شِئْتَ رَجَعَ قَالَ لَا بَلْ اٰذَنُ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۸۸ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (صاحبِ خانہ سے) فرمایا: یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اگر تو چاہے تو اِس کو اِجازت دے ورنہ یہ لوٹ جائے گا۔ اُس نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اِس کو بھی اجازت دیتا ہوں''۔

دو فخر کرنے والوں کے کھانے سے پرہیز:

اگر دعوت دینے والے دو اَیسے افراد ہوں جو ایک دوسرے سے مقابلہ کی غرض رکھتے ہوں کہ میں دوسرے سے بہتر اور بڑھ کر کھانا کھلاؤں گا تاکہ لوگ یہ کہیں کہ فلاں آدمی نے اُس فلاں کے مقابلہ میں کھانے کا بڑا زبردست اہتمام کیا تھا۔ تو اَیسے لوگوں کا کھانا منع ہے۔ کیونکہ یہ کھانا اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کی خوشنودی کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ نمود ونمائش کے لئے ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ اَنْ يُّؤْكَلَ ۸۹ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دو فخر کرنے والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے''۔

جس دعوت میں خلافِ شرع کام ہوں:

علماءِ ربانی کا قول ہے کہ جس دعوت میں خلافِ شرع باتیں ہوں جیسے ناچ رنگ وغیرہ یا شراب خوری اُس میں شریک ہونا ضروری نہیں اور جب دعوت والے مقام پر جا کر یہ باتیں دیکھے تو لوٹ آئے اور کھانا نہ کھائے۔ اگر اُس بات کو دُور کرنے پر قادر ہو تو اُس کو دُور کرے ورنہ لوٹ آئے۔ ہدایہ میں ہے اگر وہ شخص لوگوں کا پیشوا نہ ہو تو کچھ قباحت نہیں کہ وہاں بیٹھ کر کھانا کھالے اور اگر پیشوا ہو اور اِس بات کو دُور نہ کرسکے تو لوٹ آئے کیونکہ بیٹھنے میں دین کی توہین ہوگی اور دوسرے لوگوں کو گناہ کرنے کی جرأت

۸۸ مسلم جلد ۲ ص ۱۷۶۔ ۸۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۱' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۴۳ (طبع جدید)' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۲۶۹۔

ہوگی اور یہ جب ہے کہ دعوت میں جانے سے پیشتر ان باتوں کی خبر نہ ہو۔ اگر پہلے سے یہ معلوم ہو کہ وہاں خلافِ شرع کوئی بات ہے تو دعوت قبول کرنا اِس پر ضروری نہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے کھانا تیار کیا؟ فَدَعَوْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَجَاءَ فَرَاٰی فِی الْبَیْتِ تَصَاوِیْرَ فَرَجَعَ [۹۰] ''پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی آپ ﷺ تشریف لائے اور گھر میں تصاویر دیکھیں تو لوٹ گئے''۔

مہمان کی شب باشی کے آداب:

اوّل: مہمان کو جائے طہارت اور قبلہ کا رُخ بتا دے۔ کھانا کھلانے میں جلدی کرے تا کہ وہ انتظار میں بھوکا نہ رہے لیکن اگر ایک مہمان رہ گیا ہو اور باقی آ جائیں تو تنہا ایک کیلئے سب کو منتظر نہ رکھے لیکن اگر کوئی غریب نہ آیا ہو اور اُس کی طرف شکستہ دلی کا خطرہ ہو تو اُس کا اِنتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جلدی کرنا شیطانی عادت ہے مگر پانچ باتوں کا جلد کرنا اچھا ہے:- (۱) طعام مسلمان، (۲) تجہیز و تکفین، (۳) نکاحِ دختر، (۴) اَدائیگی قرض اور (۵) گناہوں سے توبہ۔ دعوت ولیمہ بھی جلدی کرنا سُنّت ہے۔

دوم: میوہ جات اوّل پیش کرے اور آخر کار ترکاری دستر خوان میں رکھے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ دستر خوان پر اگر سبزی ہوتی ہے تو فرشتے آتے ہیں۔ لذیذ کھانے اوّل کھلائے تا کہ وہ زیادہ کھائے جائیں۔ بعض لوگ ثقیل غذائیں اوّل کھلاتے ہیں تا کہ مہمان زیادہ کھالے لیکن یہ بات اچھی نہیں اور اگر رنگا رنگ کھانے ایک دعوت میں یکبارگی رکھ دیئے ہیں تو اُن کو دیر تک رکھا رہنے دے تا کہ سب لوگ خوب سیر ہو سکیں۔ لیکن اِس نیت سے اگر اُٹھا لے کہ جو کچھ بچا ہے وہ حساب کتاب میں شامل نہ ہوگا تو کوئی قباحت نہیں۔

حکایت:

ایک بار حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ

---

[۹۰] ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۵۹ ص ۲۴۹۔

کے آگے قسم ہا قسم کے کھانے رکھے تو آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خوف نہیں آتا کہ یہ سب اِسراف ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ طعام میں اِسراف نہیں ہوتا۔ گھر والوں کا حصہ اوّل الگ رکھنا چاہیے تا کہ وہ اس طرف نیت نہ لگائیں۔ اگر کوئی چیز دسترخوان پر باقی نہ بچے گی تو وہ مہمان کا شکوہ کریں گے اور یہ بُری بات ہے۔ مہمان کو چاہئے کہ اپنے ساتھ کھانا باندھ کر ساتھ نہ لے جائے جیسا کہ بعض درویشوں کی عادت ہوتی ہے لیکن اگر میزبان بخوشی اِجازت دے دے تو کوئی قباحت نہیں لیکن اپنے ساتھی کا خیال رکھے۔ کہ اُس نے کھالیا ہے ورنہ حرام ہے اور اگر ساتھ کھانے والا یہ چیز چھوڑ دے تو بھی حرام ہے۔

تمثیل:

حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام ٹکڑے اور ترکاری دوستوں کو کھلاتے اور فرماتے کہ خداوندِ عالم اگر تکلف کرنے والوں پر لعنت نہ کرتا تو میں تکلف کیا کرتا۔ کچھ لوگ آپس میں لڑتے ہوئے حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام کے پاس فیصلے کیلئے پہنچے۔ آپ گھر میں موجود نہ تھے لیکن ایک نہایت حسین عورت وہاں موجود تھی۔ اُن لوگوں نے سوچا کہ پیغمبر (علیہ السلام) اس حسینہ کے ساتھ عیش کرتے ہیں۔ اِس کے بعد ڈھونڈتے ہوئے جنگل میں پہنچے تو دیکھا کہ روٹی کھا رہے ہیں۔ حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام نے اُن لوگوں کی تعظیم نہ کی۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے تو ننگے پیر تھے۔ اُن لوگوں کو اِن تمام باتوں سے بڑا تعجب ہوا۔ اُن لوگوں نے اِن باتوں کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ خوبصورت بیوی کی وجہ سے دین محفوظ رہتا ہے تا کہ کسی دوسری حسین عورت کو دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ (یہ بات آپ نے عوام الناس کی بہتری کیلئے فرمائی وگرنہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں) اور میرا تعظیم نہ کرنا اِس لئے تھا کہ مجھے شام تک مزدوری کرنا ہے اور اگر پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتا تو اچھی طرح شام تک مزدوری نہ کر سکتا اور ننگے پیر اس لئے ہوں کہ اس زمین کے

ما کان میں جھگڑا ہو رہا ہے تو اگر میں جوتا پہنتا تو ہو سکتا تھا کہ میرے جوتے کی لگی ہوئی مٹی کسی دوسری زمین میں لگ کر اُس کی مٹی کو متاثر کر دیتی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ تکلف سے صدق اور حقیقت کہیں بہتر ہے۔

تیسرے یہ کہ تحکم سے اگر میزبان کو تکلیف ہوتی ہے تو حکم نہ دے اور اگر مہمان کو دو چیزوں میں کسی ایک کا اختیار دے دیا جائے تو آسان چیز عمل میں لائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہی عمل فرمایا ہے۔

واقعہ:

ایک آدمی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا۔ آپ نے اُس کے آگے جَو کی ایک روٹی اور نمک رکھ دیا۔ تو اُس نے کہا کہ اِس کے ساتھ اگر ترکاری ہوتی تو بہتر تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آفتابہ رکھ کر کھالیں۔ پس جب وہ مہمان کھا چکا تو اُس نے کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا "شکر ہے اللہ (جل جلالہ) کا جس نے مجھے قناعت کا سبق دیا"۔ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو قانع ہوتا تو آفتابے کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن اگر اطمینان ہو کہ میزبان اُس کی فرمائش سے خوش ہوگا تو فرمائش کرے۔ ایک بار حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بغداد زعفرانی کے یہاں تشریف لے گئے۔ زعفرانی روزانہ خود امام صاحب کیلئے کھانے لکھ کر باورچی خانے کے داروغہ کو دیتا تھا۔ ایک دن امام صاحب نے خود ایک کھانا اُس میں بڑھا دیا۔ جب زعفرانی نے کنیز کے ہاتھ میں دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اُس کے شکر میں کنیز کو آزاد کر دیا۔

چوتھے یہ کہ میزبان مہمانوں کو حسبِ منشاء کھانا کھلائے۔ یہ بھی خیر و برکت کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی اپنے بھائیوں کی آرزو پوری کرتا ہے، ہزاروں نیکیاں اُس کے اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور ہزاروں گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تینوں بہشتوں میں اُس کو جگہ ملتی ہے۔ البتہ مہمان سے یہ پوچھنا کہ یہ چیز لائیں یا نہ لائیں قبیح ہے۔ پس جو موجود ہے وہ سب لائے اور اگر وہ نہ

WWW.SEEDHARASTA.COM

کھائے تو واپس لے جائے۔

فضائل و برکاتِ میزبان:

اَب تک اِس مہمان کے متعلق بتایا گیا جو اِتفاقاً آجائے تو اُس کے ساتھ یہ نیک برتاؤ کرنا چاہئے لیکن اگر تو خود کسی کو مہمان بلائے تو جتنا اچھا کھانا پیش کر سکے کرے، اِس میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے۔ عرب کے لوگوں کا دستور ہے کہ وہ سفر میں ایک دوسرے کے یہاں جاتے ہیں اور مہمان ٹھہرتے ہیں۔ اِس لئے ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جو آدمی مہمان نواز نہیں ہے، وہ نیک کام نہیں کرتا۔ یہ بھی حکم دیا کہ اگر مہمان آئے تو تکلف نہ کرو کیونکہ یہ عمل اُس کیلئے دُشمنی کا باعث ہوگا لیکن اگر کوئی غریب مہمان آجائے تو اُس کیلئے قرض لے کر کھانا کھلانا بھی اچھا ہے اور پُرخلوص دوستوں کے ساتھ تکلف کرنا خلوص کو ختم کر دینے کے مترادف ہوگا۔

حضور ﷺ کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بار مجھے حکم فرمایا کہ فلاں یہودی سے آٹا قرض لے آ۔ چونکہ مہمان آیا ہوا ہے اور رجب (المرجب شریف) کے ماہ کا وعدہ کر لینا۔ میں یہودی کے پاس گیا تو اُس نے بغیر کسی چیز کے رہن رکھے آٹا دینے سے قطعی اِنکار کر دیا۔ میں نے واپس آکر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ واللہ میں زمین وآسمان کا امین ہوں اگر وہ قرض دے دیتا تو میں ضرور اَدا کر دیتا۔ اَب میری زرہ لے کر اُس کے پاس رہن رکھ دے۔ چنانچہ میں زرہ رہن رکھ کر آٹا لے آیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان کی تلاش میں گھر سے دُور تک نکل جاتے۔ جب تک کوئی مہمان نہ مل جاتا، آپ کھانا نہ کھاتے۔ اِسی وجہ سے اُن کے مزارِ مقدس پر یہ عمل باقی ہے اور روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں مہمان ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کئی گاؤں اِسی کام کیلئے وقف کر دیئے ہیں۔

میزبان کو چاہئے کہ صالحین کے علاوہ دوسروں کو مدعو نہ کرے کیونکہ فاسقین

اور غیر صالح لوگوں کو بلا کر کھلانا اُن کی مدد اور اعانت کا باعث ہوگا۔ جو فسق و فجور پھیلائیں گے اور اِس میں گویا کہ تو بھی شامل ہو جائے گا۔

تونگروں کو کھانا نہ کھلاؤ بلکہ غریبوں کو کھلاؤ۔ حضور ﷺ کا اِرشاد ہے کہ بدترین ولیمہ وہ ہے جو درویشوں کو نہ کھلایا جائے اور یہ بھی اِرشاد ہوا کہ تم لوگ دعوت دینے میں تکلف کرتے ہو اور ایسے آدمی بلاتے ہو جو نہ آئیں اور جن کو آنا چاہیے اُن کو نہیں بلاتے، اپنے اعزّ واقرباء کو ضرور بلانا چاہیے۔ دعوت دینے میں فخر اور ڈینگیں نہ ہانکے بلکہ سُنّت پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے آدمی کو مدعو ہی نہ کرے جو تیری دعوت کو رَد کر دے۔ کیونکہ یہ بات تیری دل شکنی کا باعث ہوگی اور جو آدمی بکراہت آئے، اُس کو بھی نہ بلائے، اِس لئے کہ وہ تیرا کھانا بکراہت کھائے گا اور یہ گناہ ہے۔

ضیافت خانے سے باہر آنے کا بیان:

بغیر اجازتِ میزبان باہر نہ نکلے اور میزبان کو چاہیے کہ دروازے تک پہنچا دے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم ہے کہ مہمان سے اِنتہائی خندہ پیشانی سے گفتگو کرے۔ اِس طرح اگر میزبان کوئی خطا کرے تو اُس کو معاف کر دے بلکہ نظر انداز کر دے کیونکہ اخلاقِ حسنہ بہت سی عبادات سے افضل ہے۔

حکایت:

ایک شخص نے کچھ لوگوں کی دعوت کی۔ اُس کے بیٹے نے بغیر اُس کی اطلاع کے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کو مدعو کر لیا۔ جب آپ اُس کے دروازے پر پہنچے تو اُس نے داخل ہونے سے روکا۔ لڑکے نے پھر بلایا لیکن باپ نے پھر نہ آنے دیا۔ آپ واپس آ گئے۔ اِسی طرح متواتر چار بار آئے اور واپس ہوئے۔ اِس عمل سے اُن کا مقصد اُس لڑکے کو خوش کرنا تھا اور واپس اِس لئے چلے گئے کہ لڑکے کا باپ خوش ہو۔ آپ ہر اِقرار و انکار کو خدا کی طرف سے سمجھتے تھے۔ لہٰذا خود کو تکلیف نہ ہوتی۔

(صفحہ نمبر ۹۱ تا ۹۵ ماخوذ از کیمیائے سعادت)

کھانا کھلانے کی ترغیب:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ ، قَالَ سُفْيَانُ وَالْعَانِي الْاَسِيْرُ [۹۱] ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ (پیاسے کو پانی پلاؤ) بیمار کی خبر لو (عیادت کو جاؤ) قیدی کو قید سے چھڑاؤ۔ حضرت سفیان علیہ الرحمہ نے کہا حدیث شریف میں عانی سے مراد قیدی ہے''۔

الگ الگ دسترخوانوں کے آداب:

حضرت محمد بن یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا: اِذَا كَانَ الْقَوْمُ عَلَى الْمَائِدَةِ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يُّنَاوِلُوْا مِنْ مَّائِدَةٍ اِلٰى مَائِدَةٍ اُخْرٰى وَلٰكِنْ يُّنَاوِلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي تِلْكَ الْمَائِدَةِ اَوْ يَدَعُوْا [۹۲] ''اگر کئی دسترخوان الگ الگ بچھے ہوں تو ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والے کو کوئی کھانا اُٹھا کر نہیں دے سکتے۔ البتہ ایک دسترخوان والے آپس میں ایک دوسرے کو دیں یا چھوڑیں''۔

نماز اور کھانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ [۹۳] ''جب رات کو کھانا لگا دیا جائے اور نماز کی اقامت ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ وہ شام کا کھانا کھا رہے تھے اور امام کی قرأت سن رہے تھے (وہ نماز پڑھ رہا تھا)۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

---

۹۱ بخاری جلد ۲ ص ۸۰۹، مسند احمد جلد ۹ ص ۳۹۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۷۹، جلد ۹ ص ۲۲۶، جلد ۱۰ ص ۳، مشکوٰۃ ص ۱۳۳، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۷۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۸۶، مشکل الآثار جلد ۴ ص ۵۔ ۹۲ بخاری جلد ۲ ص ۸۱۷۔ ۹۳ بخاری جلد ۲ ص ۸۲۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۳۳-۹۳۴۔

فرماتی ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ** ۹۴ ''جب نماز کی تکبیر ہو اور اُدھر کھانا (سامنے) لایا جائے تو پہلے کھانا کھالو''۔

حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ كَانَ يَحْتَزُّهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ** ۹۵ ''اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بکری کے شانہ میں سے، جو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ہاتھ میں تھا، چھری کے ساتھ گوشت کو کاٹ کر کھا رہے تھے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے شانہ اور چھری دونوں کو ایک طرف رکھ دیا پھر آپ ﷺ بغیر وضو کئے نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوگئے''۔ (کیونکہ آپ ﷺ پہلے سے ہی وضو سے تھے۔)

محولہ بالا احادیثِ مبارکہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی اور روایات میں ذکر ہے، جب کھانا سامنے لایا جائے تو پہلے کھانا کھالو۔ کیونکہ نماز میں اطمینان کی ضرورت ہے۔ کھانے میں اُتنے اطمینان کی ضرورت نہیں ہے۔ عموماً رمضان المبارک کے مہینہ میں ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اِفطاری کر کے اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر بڑے اطمینان سے کھانا کھاتے ہیں۔ حالانکہ نماز کو اطمینان سے ادا کرنا چاہیے۔ اس لئے اگر روزہ کی اِفطاری کے بعد یعنی جب روزہ کی اِفطاری ہو جائے تو اذانِ مغرب کہہ دی جائے اور پھر دس منٹ کے بعد جماعت کو قائم کیا جائے تاکہ روزہ دار افراد اِفطاری کر لیں اور کچھ کھا پی لیں اور نماز اطمینان اور رُجوع الی اللہ کی حقیقت کے ساتھ ادا کریں۔ رہا یہ معاملہ کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے گوشت اور چھری ایک طرف رکھ دی اور نماز پڑھانے کے لئے چلے گئے۔

---

۹۴ بخاری جلد ۲ ص ۸۲۱' دارمی جلد ۱ ص ۲۹۳' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۳۔ ۹۵ بخاری جلد ۲ ص ۸۲۱۔

اِس میں چند باتیں ہیں:

۱۔ حضرت انس اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی روایات میں حکم وجوبًا نہیں ہے اگر کوئی آدمی نماز پہلے پڑھ کر کھانا کھالے تب بھی جائز ہے کہ بعض آدمی اتنا حوصلہ اور قوتِ برداشت رکھتے ہیں کہ نماز بھی اِطمینان سے ادا کرلیں اور رُجوع الی اللہ بھی رہے اور بعد میں کھانا کھالیں۔ جو قوتِ برداشت نہ رکھتے ہوں اور بھوک کی وجہ سے نماز میں اِنہماک پیدا نہ ہوتا ہو تو پہلے کھانا کھائیں پھر نماز پڑھ لیں، ہر طرح جائز ہے۔

۲۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شانِ مبارک (سبحان اللہ) بلند و بالا ہے، آپ ﷺ کی بات اور ہے۔ آپ ﷺ کو ڈر نہ تھا کہ آپ ﷺ کا کھانے میں دِل لگا رہے گا اور نماز کے خشوع وخضوع میں خلل آئے گا بلکہ اور لوگوں کو ایسا کرنا درست نہیں اُن کو کھانا کھالینا چاہیے۔ کیونکہ نماز کے وقت کھانا کھاتے وقت دِل نماز کی طرف راغب رہے گا اور کھانے میں نماز کی فکر پر بھی ثواب ملے گا، جبکہ نماز میں کھانے کا سوچتے رہنا ثواب میں کمی کا باعث ہوگا۔

۳۔ اگر کوئی امام ہو تو اُس کو پہلے نماز کے لئے جانا بہتر ہے ورنہ دوسرے مقتدیوں کو اِنتظار کی تکلیف ہوگی اور اِنتظارِ نماز و جماعت کی تکلیف بہت کم لوگ برداشت کرتے ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد کلی کرنا:

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم غزوۂ خیبر کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب ہم ''صہبا'' میں پہنچے (جو خیبر کے قریب ہے) تو آپ ﷺ نے کھانا منگوایا لیکن صرف ستو آئے اور کوئی کھانا نہ تھا۔ ہم نے اُسی کو کھایا پھر آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے کلی فرمائی ہم نے بھی کلی کی۔ حضرت یحیٰ علیہ الرحمہ نے کہا، ہم نے حضرت بشیر علیہ الرحمہ سے سنا، وہ کہتے تھے ہم سے حضرت سوید رضی اللہ عنہ نے کہا، جب صہبا میں پہنچے تو آپ

ﷺ نے کھانا منگوایا لیکن فقط ستو آئے۔ ہم نے اُنہی کو پھانک لیا اور کھایا پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور کلی فرمائی ہم نے بھی کلی کی، اس کے بعد آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا۔ ۹۶

جنت میں داخلے کا نسخہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اُعْبُدُوا الرَّحْمَانَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَافْشُوا السَّلَامُ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ** ۹۷ "رحمان (جل وعلا) کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے"۔

کھانا کھلانا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ) تشریف لائے لوگ آپ ﷺ کی طرف گئے اور کہنے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے، اللہ عزوجل کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے: تین بار کہا۔ میں بھی لوگوں میں گیا' جب آپ ﷺ کا (نورانی) چہرہ (مبارک) اچھی طرح دیکھا تو میں پہچان گیا: **اَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ** "کہ یہ چہرہ جھوٹ بولنے والے کا نہیں ہے"۔ ۹۸ تو سب سے پہلے میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ

---

۹۶ بخاری جلد ۲ ص ۸۲۰' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۶۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۰۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۲۹۱'۴۳۲۸۵۔ ۹۷ ترمذی جلد ۲ ص ۷۔ ۹۸ بلکہ درحقیقت آپ ﷺ اللہ عزوجل کے سچے رسول ﷺ ہیں۔ اہل اللہ کے چہرے پر ایسے انوار وتجلیات نمایاں ہوتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ان کی تصدیق ہو جاتی ہے اور جو لوگ معرفت میں کامل ہوتے ہیں وہ چہرہ دیکھ کر جھوٹے اور سچے کی تمیز کر لیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے اور تمام اگلی کتب میں آپ ﷺ کی جو نشانیاں تھیں اُن سے واقف تھے۔ اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ کر پہچان لیا کہ آپ ﷺ وہی سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا فرمائی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

لوگوں سے فرماتے ہیں یَآ یُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ۹۹ ''اے لوگو! سلام کو عام کرو یعنی ایک دوسرے سے سلام کہا کرو اور کھانا کھلاؤ اور رشتوں ناطوں کو جوڑو اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نمازِ (تہجد) پڑھو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں جاؤ''۔ سبحان اللہ! کیا خوب نصیحتیں ہیں اور سعادت اور نیک بختی اور خوش اَخلاقی کے نورانی اُصول ہیں۔

ہمسایہ کی نیّت سے شوربے میں اِضافہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَحْقِرَنَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَیَلْقَ اَخَاهُ لِوَجْهٍ طَلِیْقٍ وَّاِذَا اشْتَرَیْتَ لَحْمًا اَوْ طَبَخْتَ قِدْرًا فَاَکْثِرْ مَرَقَتَهٗ وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ ۱۰۰ ''تم میں سے کوئی شخص کسی نیک کام کو حقیر نہ جانے اور اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو تو اپنے بھائی کے ساتھ کشادہ روی سے ملاقات کرے اور جب گوشت خریدے یا پکائے تو اُس میں شوربا زیادہ کرلے اور اُس (شوربے) میں سے اپنے ہمسائے کو ایک چلو (یعنی ایک پیالہ) بھی دے دے''۔

ماشاء اللہ یہ کیا ہی عمدہ سُنّت ہے کہ جس کے ذریعے ہمیشہ ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک ہو سکتا ہے۔ اِتباعِ سُنّت کا مزہ بھی نصیب سے ملتا ہے۔ سُنّت کی اَدائیگی اور ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک بہترین عمل ہے''۔

شوربا زیادہ کرنے کا بیان:

حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا اشْتَرٰی اَحَدُکُمْ لَحْمًا فَلْیُکْثِرْ مَرَقَتَهٗ فَاِنْ

۹۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۰۵' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۵۱' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۲۵' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۴ ۴' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۷۶' حدیث نمبر ۱۶۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۳۴۔ ۳۲۵۱' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۸۵' ابن ماجہ ص ۲۴۲۔ ۱۰۰ ترمذی جلد ۲ ص ۵۔

لَمْ یَجِدْ لَحْمًا اَصَابَ مَرْقَتَهٗ وَهُوَ اَحَدُ اللَّحْمَيْنِ ۱۰۱؎ ''جب تم میں سے کوئی گوشت خریدے تو (پکاتے وقت) اُس میں شوربا زیادہ کرے اگر کھانے میں گوشت نہ پائے اور (کھانے والوں کو) گوشت کا شوربا ملے کہ وہ بھی دو گوشتوں میں سے ایک گوشت ہے''۔

بھنا ہوا گوشت کھانا:

اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: اَنَّهَا قَرَّبَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَمَا تَوَضَّاَ ۱۰۲؎ ''میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس (دستی کا) بھنا ہوا گوشت لے کر آئی۔ آپ ﷺ نے تناول فرمایا پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے (دوبارہ) وضو نہ فرمایا''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پسند کا گوشت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَ يُعْجِبُهٗ لَنَهَسَ مِنْهَا ۱۰۳؎ ''آپ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور اُس میں سے دستی کا ٹکڑا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا وہ آپ ﷺ کو پسند آتا تھا۔ آپ ﷺ نے اُسے دانتوں سے نوچ کر تناول فرمایا''۔

معجزہ اور ایک عملِ مبارک:

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میرے پاس بکری ہدیۃً بھیجی گئی تھی۔ میں نے اُسے ہنڈیا میں ڈالا پھر (میرے غریب خانہ میں نبی الانبیا حبیب کبریا خاتم النبیین رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے مجھے ارشاد

۱۰۱؎ ترمذی جلد ۲ ص ۵' مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۱۳۰' کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۷۲۳۔
۱۰۲؎ ترمذی جلد ۲ ص ۵۔ ۱۰۳؎ ترمذی جلد ۲ ص ۵۔

فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی کیا پکا رہا ہے)۔ عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ بکری ہے جو مجھے ہدیہ میں ملی' پھر میں نے ہنڈیا میں اِسے پکالیا (آپ ﷺ نے بے تکلفی سے) فرمایا: ایک دستی لاؤ۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے دستی پیش کی (آپ ﷺ نے وہ تناول فرمالی) پھر فرمایا: دوسری دستی بھی لاؤ' میں نے (بکری کی) دوسری دستی کا ٹکڑا بھی پیش کردیا' آپ ﷺ نے وہ بھی تناول فرمالیا۔ پھر فرمایا: ایک اور دستی لاؤ۔ عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں۔ تب حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَوْ سَکَتَّ لَنَا وَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَکَتَّ. ''اگر تم خاموش رہتے تو تم ہمیں دستی پر دستی دیتے رہتے جب تک کہ ہم خاموش ہو جاتے''۔ پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا کلی مبارک کی اور ہاتھ دھوئے اور پھر آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لے گئے اور نماز ادا فرمائی۔ ۱۰۴

مرغی کھانے کا بیان:

حضرت زہدم جرمی علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ وَھُوَ یَأْکُلُ دَجَاجَةً فَقَالَ اُدْنُ فَکُلْ اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ۱۰۵ ''وہ مرغی کا گوشت کھا رہے تھے اُنہوں نے فرمایا: نزدیک ہو جاؤ اور کھاؤ اس لئے کہ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے''۔

حضرت اُمِ ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

حضرت اُمِ ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اور نبی محترم سرکارِ کائنات ﷺ ہمارے غریب خانہ میں قدم رنجا فرما ہوئے تو لوگوں نے آپ ﷺ کے لئے کھانا

۱۰۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۷' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۹۲' مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۲۔ ۱۰۵ ترمذی جلد ۲ ص ۴۔

تیار کیا۔ اُن میں بعض سرسبز چیزیں تھیں مثل گندنا وغیرہ کے: فَکَرِهَ اَکْلَهٗ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ کُلُوْهُ فَاِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اُوْذِیَ صَاحِبِیَ [۱۰۶] ''آپ ﷺ نے اُس کا کھانا مکروہ جانا مگر اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم کھاؤ اس لئے کہ میں تمہارے جیسا نہیں ہوں میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میں اپنے دوستوں کو تکلیف دوں یعنی فرشتوں کو''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نَهٰی عَنْ اَکْلِ الثَّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا [۱۰۷] ''لہسن کا کھانا منع ہے مگر یہ کہ وہ پکا ہوا ہو''۔

لہسن یا پیاز کھانا:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ لِیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِهٖ وَاَنَّهٗ اُتِیَ بِبَدْرٍ فِیْهِ خَضِرَاتٌ مِّنَ الْبُقُوْلِ فَوَجَدَ لَهَا رِیْحًا فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ بِمَا مِنَ الْبُقُوْلِ قَرِّبُوْهَا اِلٰی بَعْضِ اَصْحَابِهٖ کَانَ مَعَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ کَرِهَ اَکْلَهَا قَالَ کُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَّا تُنَاجِیْ [۱۰۸] ''جو لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا ہماری مسجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے پھر آپ ﷺ کے پاس ایک رکابی لائی گئی جس میں ساگ سبزی کی ترکاری تھی تو آپ ﷺ نے اس کی بو پائی۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا، اس میں جو کچھ ترکاریاں تھیں، تو لوگوں نے بتایا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھیوں میں سے یہ فلاں شخص کو دے دو اُس نے جب دیکھا

---

[۱۰۶] ترمذی جلد ۲ ص ۳' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۶۴۔ [۱۰۷] ترمذی جلد ۲ ص ۵۔ [۱۰۸] ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۷۹ حدیث نمبر ۳۸۲۲' بخاری جلد ۱ ص ۱۱۸ حدیث نمبر ۸۵۵' مسلم جلد ۱ ص ۲۰۹ حدیث نمبر ۵۶۴/۷۳' صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۸۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۶' جلد ۷ ص ۵۰' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۳۴' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۰۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۹۷' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۰۸۔

کہ آپ ﷺ نہیں کھاتے تو اُس نے کھانے کو بُرا جانا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کھالے میں تو اُس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا"۔ (یعنی اللہ کریم، ملائکہ یا حضرت جبریل علیہ السلام سے)۔

حضرت قرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا** ۱۰۹؎ "آپ ﷺ نے اُن دو درختوں سے منع فرمایا اور فرمایا جو ان کو کھائے تو ہماری مسجد میں نہ آئے۔ پھر فرمایا: اگر تمہیں کھانے کی ضرورت ہو تو اُن کو (یعنی لہسن اور پیاز کو) پکا کر مار لو"۔

رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے پکا ہوا پیاز تناول فرمایا:

حضرت ابو زیاد خیار بن سلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے (اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے پیاز کھانے کے لئے پوچھا تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے جواب دیا: **اِنَّ آخِرَ طَعَامٍ اَكَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا فِيْهِ بَصَلٌ** ۱۱۰؎ "رسول اللہ ﷺ نے جو آخری کھانا کھایا اُس میں (پکا ہوا) پیاز تھا (اور وہ منع نہیں ہے)"۔

معذور اور مریض آدمی کا دوائی کے طور پر لہسن یا پیاز کھانا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں لہسن کھا کر مسجد میں آیا جہاں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ جب میں اندر گیا تو ایک رکعت ہو چکی تھی میرے جانے سے رسول اللہ ﷺ کو لہسن کی بو محسوس ہوئی۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے نماز پڑھ کر فرمایا: **مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهَا** ۱۱۱؎ "جو اِس درخت (لہسن یا پیاز) میں سے

۱۰۹؎ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۸۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۹۔ ۱۱۰؎ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۸۰۔ ۱۱۱؎ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۹، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۲۹۔

کھائے تو وہ ہمارے پاس نہ آئے جب تک اس کی بو جاتی نہ رہے"۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب میں نماز پڑھ چکا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا نورانی ہاتھ مبارک عطا فرمائیں۔ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے کرتے کے اندر سینے تک داخل کیا، میرا سینہ بندھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ لکَ عُذْرًا (تو معذور ہے) اِس کی دو وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھوکے تھے اُنہیں لہسن مل گیا اُنہوں نے غنیمت سمجھ کر اُسے ہی کھالیا۔

(۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو سینہ میں درد تھا یا کوئی عارضہ تھا اس وجہ سے اُنہوں نے لہسن کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معذور فرمایا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں، جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں جلوہ افروز ہوئے۔ جس وقت رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے تھے تو باقی ماندہ (تبرک) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیتے تھے۔ ایک دن رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول نہ فرمایا اور واپس بھیج دیا۔ پھر جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کھانے کی واپسی کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا وَلٰکِنِّیْ ! کَرِھْہُ مِنْ اَجَلِ رِیْحِہٖ [۲] "نہیں لیکن میں اس کی بو کے سبب اِس کو مکروہ کہتا ہوں"۔

جس دسترخوان پر مکروہ یا حرام چیز پڑی ہو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

نَھٰی رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ مَطْعَمَیْنِ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلٰی مَائِدَۃٍ

[۲] ترمذی جلد ۲ ص ۳۔

شَرِبَ عَلَيْهَا الْخَمْرُ وَاَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِعٌ عَلٰى بَطْنِهٖ [۱۱۳] ''رسول اللہ ﷺ نے دو کھانوں سے منع فرمایا ہے ایک تو اس دستر خوان پر بیٹھ کر جس پر شراب کا استعمال ہو۔ (اگر چہ خود نہ پیئے تو ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی منع ہے جب شراب وہاں موجود ہو)۔ دوسرا اوندھے لیٹ کر کھانے سے''۔

جب کھانے میں مکھی گر جائے تو کیا کریں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَّفِی الْاٰخَرِ شِفَاءً وَّاِنَّهٗ يَتَّقِیْ بِجَنَاحِهِ الَّذِیْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهٗ [۱۱۴] ''جب تم میں سے کسی کے (کھانے کے) برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور ایک پر میں شفاء ہے (جب مکھی) گرتی ہے تو اپنے اس پر کو ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے تو چاہیے کہ اس سب کو (یعنی پوری مکھی کو) غوطہ دے لے''۔

کھانا کھانے میں میانہ روی اختیار کی جائے:

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: مَامَلَاَ اٰدَمِیٌّ وِّعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ حَسْبُ الْاٰدَمِیِّ لُقَيْمَاتٌ يُّقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ غَلَبَتِ الْاٰدَمِیَّ نَفْسُهٗ فَثُلُثٌ لِّلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِّلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِّلنَّفَسِ [۱۱۵] ''آدمی کا کسی برتن کو بھرنا اتنا برا نہیں ہے جتنا پیٹ کو بھرنا، آدمی کو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا

---

[۱۱۳] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۶۶، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۲۹۔ [۱۱۴] ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۸۱، مشکوٰۃ ص ۳۶۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۶، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۲۱، کتاب الاذکار ص ۱۹۷، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۲۴۔ [۱۱۵] ابن ماجہ ص حدیث نمبر ۳۳۴۹ ص ۲۴۸، ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۸۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۲۹، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۲، مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۵۲، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ حدیث نمبر ۱۰۵۔

رکھیں (یعنی ناطاقتی سے کمر جھک نہ جائے) اگر آدمی کا نفس اس پر غالب ہو (اور چند لقموں پر اکتفا نہ کرسکے) تو ایک تہائی (حصہ) پیٹ کا کھانے کے لئے رکھے' ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے''۔

یعنی کھانا اتنا کھانا چاہیے کہ طبیعت سست نہ ہو اور قوت وطاقت ادائیگی فرائض اور عبادت کے لئے قائم رہے۔ مذکورہ حدیث شریف پر عمل کرنے والے لوگ آج بھی موجود ہیں۔ مگر اکثر لوگ ناکوں ناک اپنے آپ کو بھر لیتے ہیں' کھاتے کھاتے تھک جاتے ہیں۔ لیکن سیر نہیں ہوتے اور سانس والے تیسرے حصہ کو بھی کھانے سے بھر لیتے ہیں۔ بے خبر اس سے کہ بعد میں کیا ہوتا ہے؟

ڈکار کو روکنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس ڈکار لی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

كُفَّ جُشَائَكَ عَنَّا فَاِنَّ اَطْوَالَكُمْ جُوْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُكُمْ شُبْعًا فِيْ دَارِ الدُّنْيَا [۱۶] ''اپنے ڈکار کو روک کیونکہ قیامت کے دن زیادہ بھوکے وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ سیر ہو کر (پیٹ بھر کر) کھاتے ہیں''۔

جو شخص زیادہ کھاتا ہے اس کو اگر کھانا نہ ملے تو اُسے کم کھانے والے کے مقابلہ میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے، کم کھانے والا بھوک پر زیادہ صبر کرسکتا ہے۔ قیامت کا دن بہت لمبا ہوگا' اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جانتا ہے زیادہ ٹھونس کر پیٹ بھرنے والے حضرات کا کیا بنے گا؟

آداب طعام کا بہترین اور اہم نکتہ یہ ہے کہ خوب بھوک لگنے کے بعد کھانا کھایا جائے اور پیٹ بھرنے سے پہلے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے پیٹ سے بدتر کسی ظرف کو نہیں بھرتا۔''

---

[۱۶] ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۵۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۳۲' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۶۷' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۳۶۔

تصنُّع سے پرہیز:

کھاتے وقت تصنُّع سے پرہیز کیا جائے اور جس طرح تنہا کھاتا ہو اسی طرح جماعت کے ساتھ کھائے کیونکہ اِنسان کے اندر ریاکاری ہر چیز کے ذریعے گھس آتی ہے۔ ایک دفعہ ایک عالم کے سامنے کسی بزرگ کا تذکرہ کیا گیا تو اُنہوں نے اُس کی تعریف نہیں کی۔ اُن سے پوچھا گیا' کیا آپ کو اُن کی کسی بُرائی کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے اُسے کھانے میں تصنُّع کرتے ہوئے دیکھا ہے اور جو کھانے میں تصنُّع اِختیار کرے تو دوسرے کاموں میں بھی اُس سے تصنُّع کا اندیشہ ہے۔

کھانے پر جمع ہونا مستحب ہے اور خانقاہ وغیرہ میں صوفیہ کرام کا یہ عام طریقہ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا وہ ہے جس کی طرف بہت سے ہاتھ دراز ہوں''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''کھانے میں پھونک مارنے سے برکت جاتی رہتی ہے''۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں ماری جاتی تھی اور نہ برتن کے اندر سانس لیا جاتا تھا، یہ سب چیزیں خلافِ ادب ہیں''۔

روٹی کا اِحترام:

جب روٹی رکھ دی جائے تو مزید اِنتظار نہ کرے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روٹی کا اِحترام کرو کیونکہ اللہ (عزوجل) نے تمہیں آسمان وزمین کی برکات عطا کی ہیں، نیز اُس نے لوہے' گائے اور فرزندِ آدم کو تمہارے تابع بنایا ہے''۔ (اور ان چیزوں کے ذریعے روٹی حاصل ہوتی ہے)۔

(کھانے کے بعد) خلال کرے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''خلال کرو کیونکہ یہ صفائی ہے اور صفائی ایمان کو دعوت دیتی ہے اور ایمان ایماندار کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا''۔ خلال کرتے وقت خلال کے ذریعے جو کچھ دانتوں سے نکلے اُسے نہ نگلے مگر جو زبان سے لگا رہے اُس کا کوئی مضائقہ نہیں''۔

سُنّت یہ ہے کہ ایک ہی طشت میں سب ہاتھ دھوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''طشت کو لبریز کرو اور مجوس کی مخالفت کرو''۔

ہاتھ کی تری سے آنکھ کا مسح کرنا مستحب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ اور اپنے ہاتھوں کو نہ جھاڑو کیونکہ وہ شیطان کے مورچھل ہیں''۔

آدابِ طعام کے سلسلے میں یہ بات بھی اہم ہے کہ جو کھانا کسی کے سامنے پیش کیا جائے، اُسے وہ حقیر نہ سمجھے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے: ہمیں نہیں معلوم کون زیادہ گنہگار ہے؟ آیا وہ شخص جو پیش کردہ کھانے کو حقیر سمجھے یا وہ شخص جو اپنے کھانے کو حقیر سمجھ کر اُسے پیش کرنے سے پرہیز کرے۔

کھانا کھانے کی سنتیں و آداب

(۱) کھانا کھانے کے ارادے سے ہاتھوں کا دھونا' (۲) کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر نہ پونچھنا' (۳) دعوت میں کھانے سے قبل جوانوں کے ہاتھ پہلے دُھلانا' (۴) کھانے کے بعد بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دُھلانا' (۵) کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا کر اور داہنا گھٹنا کھڑا کر کے یا دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں (کہ تھوڑا کھانا کفایت کرے)' (۶) روٹی پر کوئی چیز یعنی نمک دانی' چٹنی کی پیالی یا سالن کی پلیٹ نہ رکھنا' (۷) کھانا بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پڑھ کر شروع کرنا' (۸) اگر کھانے میں چند اَشخاص شامل ہوں' تب بسم اللہ بلند آواز سے کہنا تاکہ بھولے ہوئے اَشخاص بھی پڑھ لیں۔ اگر بسم اللہ شروع میں بھول گئے تب یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ پڑھیں' (۹) دائیں ہاتھ کی تین [۱] اُنگلیوں مع اَنگوٹھے کی مدد سے کھانا' (۱۰) کھانے کی ابتدا نمک سے کرنا' (حدیث پاک میں نمک سے مراد نمکین شے ہے)' (۱۱) ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھنا' (۱۲) اگر سامنے پہلے روٹی آجائے تب بغیر انتظار کئے روٹی کھانا شروع کرنا' (۱۳) سالن اپنے قریب کے کنارے سے کھانا' (۱۴) ایک قسم کا کھانا ایک جگہ سے اور اگر طشت' ٹرے وغیرہ میں مختلف قسم کے کھانے ہوں تب مختلف جگہ سے کھانا مثلاً کھجور' پھل' میوے' مٹھائی۔ البتہ بے صبری کا مظاہرہ اور لالچی ہونے کا ثبوت نہ دے' (۱۵) کھانے کو نہ پھونکنا' (۱۶) گرم کھانا نہ کھانا' (۱۷) کھانا کھاتے وقت باتیں کرنا۔ (باتیں نہ کرنا مجوسیوں کی علامت ہے۔

[۱] انگوٹھا اور اوّل دو اُنگلیاں' روٹی توڑنے میں بھی اگر تیسری اُنگلی بھی بعض موقعہ پر لگے تب قدرتی طور پر انگوٹھا جدا ہو جاتا ہے۔

البتہ بیہودہ باتیں نہ کی جائیں)' (۱۸) ہاتھ سے گرے ہوئے لقمہ کو اُٹھا کر کھانا' (زمین سے اُٹھا کر جھاڑ کر اور دستر خوان سے بغیر جھاڑے ہی کھانا)' (۱۹) کھانے کے بعد اُنگلیاں چاٹنا' (۲۰) کھانے کے برتن اُنگلیوں سے چاٹنا۔ (کہ برتن کو شیطان سے آزاد کرانا جہنم کی آگ سے آزاد ہونا ہے)' (۲۱) کھانے کی اِنتہاء (اختتام) نمک سے کرنا۔ (بزازیہ ردالمحتار میں ہے کہ کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور ختم بھی نمک پر' اس سے ستر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں)' (۲۲) کھانے کے بعد **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** پڑھنا' تنہا شخص آہستہ پڑھے۔ اگر چند اشخاص کھانے سے فارغ ہوں تب بلند آواز سے پڑھنا تاکہ شکرِ خدا میں دوسرے بھی شریک ہوں۔ دُعا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ** ○ یہ دُعا فراخیٔ رزق کا سبب بھی ہے سُنّت بھی' (۲۳) کھانے کے بعد ہاتھ دھونا' (۲۴) کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر لازمی پونچھنا تاکہ کھانے کے اثرات باقی نہ رہیں اور آنکھ' یا کپڑا' یا تحریر' کاغذ' خراب نہ ہو۔ (۲۵) تر ہاتھ چہرے وغیرہ پر پھیرنا' (۲۶) کھانے کے بعد مسواک کرنا۔ ایک غلام آزاد کرنے دوسری حدیث میں دو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے' (۲۷) دانتوں کا خلال کرنا' (۲۸) دوست احباب یا گھر کے افراد مل کر سب ایک ساتھ کھانا کھائیں۔ (کہ برکت ہو' تھوڑا کھانا زیادہ کو کفائت کرے' ضائع بھی نہ ہو)' (۲۹)۔ (i) مہمان کی ایک دن رات مقدور بھر خاطر داری کرنا۔ (ii) ضیافت تین دن یعنی جو میسر ہو پیش کرے۔ (iii) تین دن سے زائد صدقہ ہے مہمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ میزبان کے یہاں ٹھہرا رہے اور اُسے حرج میں ڈالے۔ (۳۰) میزبان پر پانچ باتیں ضروری ہیں کہ (i) مہمان کو کھانا کھانے پر اِصرار کرتا رہے' (ii) مہمان سے دِل خوش کرنے والی باتیں بھی کرتا جائے' (iii) مہمان کے سامنے اہلِ خانہ یا خادم پر ناراض نہ ہونا' (iv) مہمان اگر تھوڑے ہوں تو میزبان اُن کے ساتھ کھانے پر بیٹھے کہ یہی تقاضہ محبت ہے اور مہمان زیادہ

ہوں تو اُن کی نگہداشت اور خدمت میں مشغول رہے' (v) مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا اُن پر گراں ہو' (۳۱) مہمان کو پانچ باتیں ضروری ہیں' (i) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھ جائے' (ii) جو کچھ اُس کے سامنے پیش کیا جائے اُس پر خوش ہو' (iii) کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے میزبان کو تکلیف ہو۔ اِس تیسری میں بے شمار باتیں پوشیدہ ہیں اِس کا خاص خیال رہے' (iv) میزبان کی بغیر اجازت مہمان نہ اُٹھے' (v) مہمان جب رخصت ہو تو صاحبِ خانہ کے حق میں دُعا کرے۔ رزق میں وسعت و فراخی اور آفات و بلیات سے حفاظت کی۔ عربی میں دُعا کرنا مزید مستحب کا ثواب ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ٥ اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَّنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ٥

کھانے کے مزید آداب:

(۱) ننگے سر نہ کھانا' (۲) تین اُنگلیاں مع اَنگوٹھے کی مدد سے کھانا سُنّت ہے (جبکہ پانچ اُنگلیوں سے کھانا معیوب)' (۳) لقمے چھوٹے' چبا کر کھانا' (۴) کھاتے وقت حاضرین کے چہروں کو نہ تکنا' (۵) کھانے کے دَوران موت کا ذکر نہ کرنا۔ ورنہ دوسرے مہمانوں پر اُس کا اثر ہوگا اور وہ بھوکے اُٹھ جائیں گے' (۶) دعوت وغیرہ میں اِبتداء کرنے کا حق بزرگوں کو دینا۔ یہ حسنِ اَدب' تعظیم اور سُنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہے۔

خلافِ اَدب:

(۱) پاؤں پھیلا کر کھانا' (۲) لیٹ کر کھانا' (۳) اِدھر اُدھر دیکھنا' (۴) کھاتے ہوؤں کو دیکھنا' (۵) اُن کے کھانے پر نظر جمانا' (۶) ننگے سر کھانا' (۷) پانچوں اُنگلیوں سے کھانا' (۸) بڑے لقمے کھانا' (۹) جلدی جلدی کھانا' (۱۰) دعوت میں بزرگوں سے پہلے شروع کرنا' (۱۱) دروازے پر بیٹھ کر کھانا۔ خیال رہے کہ فقراء و مساکین کو بھی اعزاز و اکرام سے کھلانا چاہئے۔ اور اگر کسی وقت مجبوری ہے تب بھی دروازے کے باہر اعزاز سے کھلایا جائے۔

اِسراف:

اِسراف ضائع کرنے کو کہتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ (۱) پھولی روٹی کا حصہ کھانا بقیہ چھوڑ دینا' (۲) روٹی کے کنارے توڑ کر پھینکنا' (۳) گرے لقمے کو اُٹھا کر نہ کھانا اور پھینکنا' (۴) سالن بیچ یا کنارے سے کھا کر بقیہ کو ضائع کرنا' (۵) اِسراف دَر اسراف یہ کہ بھرے پیٹوں کا اور غیر استعمال شدہ کھانے سے بچا سالن' روٹی' چاول وغیرہ مذہبی اخبارات میں لپیٹ کر تیسری یا چوتھی منزل سے بیچ سڑک پھینکنا۔ جلدی میں کبھی راہ گیر کے عمامہ' ٹوپی یا کپڑوں کو بھی آلودہ کرنا۔ بعض با اَدب کہلانے کے خواہشمند حضرات اِسی طرح اَخباروں میں کھانا بڑی مقدار میں نالی سے نکلے ہوئے کچرے پر وہ اپنے طور پر اَدب سے رکھتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ ایسی بے اَدبی سے بچائے۔ رزق ہی کیا؟ ہر قابل احترام چیز' شخصیت کا حقیقی اَدب و احترام اور تعظیم کرنے کی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

اِجازت:

(۱) اِتنا پیٹ بھر کر کھانا کہ روزہ آرام سے اَدا ہو' (۲) مہمان کا ساتھ دینے کی غرض سے جب کہ معدہ کے خراب ہونے کا اَندیشہ نہ ہو۔

کھانے کے مکروہات:

(۱) بائیں ہاتھ کو زمین وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھانا' (۲) تکیہ وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھانا' (۳) کرسی وغیرہ پر پیر لٹکا کر کھانا' (۴) گرم کھانا' پینا' (۵) کھانے کو پھونکنا' (۶) کھانے کو بُرا کہنا' (۷) پلیٹ وغیرہ روٹی پر رکھنا' (۸) راستے یا بازار میں کھانا' (۹) بغیر مجبوری چلتے ہوئے کھانا' (۱۰) پس خوردہ راستے میں پھینکنا' (۱۱) کھاتے ہوئے باتیں نہ کرنا' (۱۲) بھوک اور جھوٹ کو ملانا' ۱۳) کھانا کھا کر بغیر دھوئے' یا دھو کر ہاتھوں اور منہ کو دامن' آستین' دوپٹہ یا بغیر اجازت میزبان کے دسترخوان وغیرہ سے

پونچھنا' صاف کرنا۔ (۱۴) ہر سُنّت کا ترک' (۱۵) بھوک سے پہلے کھانا کھانا۔

برکات سے محرومی' فاقہ' تنگدستی' بیماری کے اَسباب:

یوں تو برکات سے محرومی' فاقہ' تنگدستی اور بیماری کے اسباب ہزاروں ہیں مگر یہاں صرف کھانے سے متعلق چند عرض کیے جاتے ہیں۔

(۱) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا' (۲) پھل' ڈرائی فروٹ بغیر دھوئے کھانا' (۳) بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا' پینا' (۴) پاؤں لٹکا کر کھانا' پینا' (۵) بغیر عذر بائیں ہاتھ سے کھانا' پینا' (۶) اوّل آخر بغیر نمک یا نمکین کھانا' بیماری و سخت مضر بھی' (۷) کھڑے ہو کر کھانا' مضرِ صحت اور بیماری بھی' (۸) کھڑے کھڑے پانی وغیرہ پینا' دردِ جگر کا مورث بھی۔ (۹) گرم کھانا تکلیف دہ بھی' (۱۰) گرم کھانے میں پھونک مارنا' (۱۱) کھانے کے آخر اُنگلیوں اور برتن کو نہ چاٹنا برتن کی مغفرت کی دُعا سے بھی محروم ہونا' (۱۲) کھانے کے اِختتام پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ پڑھنے سے برکت سے محرومی اور ناشکری کی وجہ سے نحوست بھی' نقصان بھی' (۱۳) کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونا۔ رزق کی تنگی کے علاوہ آنکھ' کاغذ' کپڑے خراب ہونے کا سبب بھی۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر بغیر ہاتھ منہ دھوئے سونے سے شیطان ہاتھ منہ چاٹتا ہے۔ اور مرض کا باعث بھی' (۱۴) کھانا کھا کر یا دھو کر ہاتھوں کا دامن' آستین' دوپٹہ سے پونچھنا۔ برکات سے محرومی' (۱۵) منہ' دانت نہ صاف کرنے سے بے شمار بیماریوں کے علاوہ خیر و برکت سے بھی محروم' (۱۶) کھانے' پینے کی شے کو ٹھوکر مارنے سے رزق کو ٹھکرانا' فاقہ اور تنگدستی کو دعوت دینا ہے' (۱۷) جنابت کا غسل فرض ذمہ ہوتے ہوئے کھانا کھانا' (۱۸) بغیر بلائے دعوت میں جانا' (۱۹) میّت کے قریب بیٹھ کر کھانا' دِل کی سختی' (۲۰) ننگے سر کھانا' (۲۱) اَندھیرے میں بغیر عذر کھانا' (۲۲) سامنے کھانا ہوتے ہوئے کھانے میں دیر کرنا گویا کھانے کو انتظار کرانا قحط مسلط کرنا بھی' (۲۳) روٹی سالن حقیر جگہ رکھنا۔ حتیٰ کہ سفر کے دوران ریل' بس میں بھی۔ مجبوری میں اللہ تبارک

وتعالیٰ سے معافی کی اُمید' (۲۴) دروازے میں بیٹھ کر کچھ کھانا' پینا' (۲۵) مٹی چینی یا شیشے کے شکستہ برتن میں کھانا' پینا' (۲۶) مہمان کو حقارت سے دیکھنا' اور اُس کے آنے سے ناخوش ہونا' (۲۷) کھاتے ہوئے صلہ رحمی نہ کرنا یعنی دوسروں کا خیال نہ رکھنا' (۲۸) پڑوسی کو خاص کر تنگدست پڑوسی کو کھانے میں شریک نہ کرنا یعنی پیالے' پلیٹ میں کھانا نہ بھیج کر' (۲۹) تنگدست غریب پڑوسی کے بچوں وغیرہ کو تلنے' بگھاڑنے اور بھوننے کی خوشبو سے بے چین کرنا۔

ضروری ہدایات:

اپنی ہانڈی سے پڑوسی کو ایذاء نہ دو۔ کچھ اُسے بھی دو' (۳۰) چارپائی یا بستر پر بغیر دسترخوان بچھائے کھانا کھانا' (۳۱) چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی کی طرف رکھنا' (۳۲) دانتوں سے روٹی کترنا' (۳۳) جس برتن میں کھانا کھایا اُسی میں ہاتھ دھونا' (۳۴) کھانے کے بعد برتن صاف نہ کرنا۔ اُنگلی سے یا اُس کو یونہی بے قدری کی حالت میں چھوڑنا' (۳۵) فقیر کو جھڑکنا' (۳۶) دانتوں کو بلا وجہ کپڑے سے مسواک کی طرح ملنا' (۳۷) ہر قسم کی لکڑی سے دانتوں کا خلال کرنا یعنی پاک وغیرہ کا خیال کیے بغیر استعمال کرنا' (۳۸) کھانے پینے کے برتن کھلے رکھنا۔ شیطان اور حشرات الارض سے محفوظ نہ کرنا۔ سُنت طریقوں کے خلاف کے علاوہ فاقہ تنگدستی کا باعث بھی' (۳۹) فقیروں سے روٹی خریدنا' (۴۰) روٹی کو خوار رکھنا کہ اُس کی بے ادبی ہو اور پیروں میں آئے' (۴۱) بغیر بلائے دعوت میں جانا' (۴۲) بغیر عذر جوتے پہن کر کھانا' (۴۳) آڑے' ترچھے لیٹے ہوئے کھانا' (۴۴) بغیر عذر پیر پھیلا کر بیٹھے کھانا' (۴۵) قحط کی نیت سے غلہ روکنا کہ مہنگا ہوگا' تب بیچیں گے۔

پانی پینے کے آداب

دُنیا میں سب سے زیادہ پائی جانے والی چیز پانی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ دُنیا کے کل رقبہ کا تین چوتھائی حصہ پانی پر مشتمل ہے اور ایک چوتھائی حصہ میں خشکی ہے۔ جدید تحقیقات سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ کرۂ ارض پر زندگی کی اِبتداء بھی پانی سے ہوئی۔ اِس حقیقت کو مدتوں پہلے ربّ ذوالجلال والاکرام نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے **وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ**ط... (الانبیاء:۳۰) ''اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی''۔ پانی سے زندگی شروع ہوتی ہے۔ پینے والے پانی کے تجزیہ اور اس سے خطرات کو توجہ میں رکھنے کیلئے قرآنِ مجید نے کیا خوبصورت انداز میں رہنمائی فرمائی ہے: **اَفَرَاَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ** o (الواقعہ:۶۸) ''تو بھلا بتاؤ تو وہ جو پانی پیتے ہو (وہ کہاں سے آیا اور کیسا ہے؟)''

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِلَّا غَلَبَ عَلٰى رِيْحِهٖ وَطَعْمِهٖ وَلَوْنِهٖ** [۱] ''پانی پاک ہے' کوئی چیز اِس کو اُس وقت تک خراب نہیں کرتی جب تک کہ وہ اِس کی خوشبو' ذائقہ اور رنگ تبدیل نہ کردے''۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے' مشکوں کا منہ بند رکھنے' مشک کے منہ کو منہ لگا کر پانی نہ پینے کی ہدایت فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی اِستعمال کیلئے اَیسا پانی پسند فرماتے تھے جو کم از کم ایک دن پڑا رہا ہو۔ اِس کا کیمیاوی فائدہ یہ ہے کہ اَیسا ہونے سے اِس کی کثافتیں نیچے

---

[۱] ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۲۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۷۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۸۶' دارقطنی جلد ۱ ص ۳۱۔۳۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۶۶' ترمذی حدیث نمبر ۶۶' نسائی حدیث نمبر ۳۲۶' عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ۔

بیٹھ جاتی ہیں اور صاف پانی نتھر کر اُوپر آجاتا ہے۔ جب دریائی یا نہری پانی کی ریت نیچے بیٹھتی ہے تو اپنے ساتھ طفیلی کیڑوں کے انڈوں اور جراثیم کو بھی تہہ میں لے جاتی ہے اور اس طرح اُوپر کا پانی نسبتاً محفوظ ہو جاتا ہے۔ پانی انسانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ پانی کو انسانی زندگی میں جتنی اہمیت حاصل ہے اس کے پیش نظر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اتنا ہی اس کو اہم قرار دیا ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پانی کے فوائد حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کیلئے عظیم ارشادات فرمائے ہیں۔

متبرک پانی:

''اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ وَھُوَ الَّذِیْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ وَجْھِہٖ وَھُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِھِمْ وَقَالَ عُرْوَۃُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَیْرِہٖ یُصَدِّقُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا صَاحِبَہٗ وَاِذَا تَوَضَّأَ النَّبِیُّ ﷺ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِہٖ'' ۲؎ ''حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور یہ (حضرت) محمود (رضی اللہ عنہ) وہی ہیں جن کے منہ پر رسول اللہ ﷺ نے کلی فرمادی تھی جب وہ بچے تھے اور اُن کے کنویں سے پانی لیا تھا۔ حضرت عروہ نے حضرت مسور وغیرہ سے روایت کی ہے کہ اُن میں سے ایک اپنے ساتھی کی تصدیق کرتا تھا (عروہ بن مسعود نے مکہ مکرمہ کے مشرکوں سے کہا) کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب وضو فرماتے تو لوگ آپ ﷺ کے وضو شریف سے گرنے والے پانی کو لینے کیلئے لڑنے کو تیار ہو جاتے تھے۔'' ao

ao یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاریؒ نے ''کتاب الشروط'' میں نکالا ہے، یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جب مشرکوں کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آنحضرت ﷺ کے پاس گفتگو کرنے کیلئے آیا تھا۔ اُس نے لوٹ کر مشرکوں سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے ایسے جان نثار ہیں کہ آپ ﷺ کے وضو سے جو پانی بچ رہتا ہے اُس کو لینے کیلئے ایسے گرتے ہیں گویا قریب ہے کہ لڑ مریں گے۔ b سبحان اللہ!

۲؎ تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۴۷، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۴۵۰، بخاری جلد ۱ ص ۳۱۔

اگر پیغمبر ﷺ سے اور آپ ﷺ کے کلام سے اتنی بھی محبت نہ ہو تو پھر ایمان کس کام"۔

b(تیسیر الباری جلد ا ص ۱۴۷ سے غیر مقلد عالم وحید الزماں کی تحریر من وعن پیشِ خدمت ہے۔ ادب اور بے ادبی کا امتزاج ملاحظہ ہو کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی ذاتِ اقدس اور نام مبارک کے ساتھ پورا دُرود شریف لکھنے میں بخیلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یعنی ﷺ کی بجائے ؐ لکھا ہے۔ اِس بدعت کا آغاز غیر مقلد لوگوں نے کیا ہے۔ کیا رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے اِسم مبارک کے ساتھ پورا "ﷺ" لکھنے میں نقصان ہے؟ ☆b

☆b سرورِ کائنات ﷺ کے وضو سے گرنے والے پانی کو بطورِ تبرک لینے میں لوگ بہت کوشش کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے کو تیار ہیں۔ اس سے تبرک حاصل کرنے کی رغبت میں مبالغہ مقصود ہے۔ ورنہ یہ بات مُسَلَّم ہے کہ اس کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حقیقتاً کبھی لڑائی نہ ہوئی۔ اگرچہ یہ ایسا مقام ہے کہ سیّدِ عالم ﷺ کے مقدس قدموں کی مٹی مبارک حاصل کرنے میں بھی جانیں قربان کی جاتی ہیں اور آپ ﷺ کے حضور روحیں فدا کی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سرورِ کائنات ﷺ کا لعابِ دہن شریف پاک وصاف اور کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ اِس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہروں پر ملتے تھے تاکہ اُس کی خوشبو سے مستفید ہوں اور اُس کی برکت سے مستفیض ہو سکیں۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا گیا۔ آپ ﷺ نے وضو شریف فرمایا: اور لوگ آپ ﷺ کے وضو شریف کے بچے ہوئے پانی کو لینے لگے۔ "فَیَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ" (اور اُس کو جسموں پر ملنے لگے)۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نمازِ ظہر اور نمازِ عصر کے بعد آپ ﷺ نے ایک پیالے میں پانی منگوایا اور اپنے نورانی ہاتھ مبارک اور نورانی چہرہ مبارک دھویا اور اُسی پیالے میں کلی شریف فرمائی پھر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اِشْرِ بَامِنْهُ وَافْرِغَا عَلٰی وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِ كُمَا [۳]
"اس پانی سے کچھ لو اور کچھ اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو"۔

وضو کا وہ پانی جو رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارک سے لگ جائے وہ پاک ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے ہاتھ مبارک ڈبوئے ہوں تو اس کی طہارت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ جَآءَ خُدَّامٌ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا وَرُبَمَا جَآءَ هٗ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا [۴] "جب (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) صبح کی نماز ادا فرماتے (تو مدینہ منورہ کے) خُدام اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا تھا۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہر برتن میں اپنا نورانی ہاتھ مبارک ڈبو دیتے تو اکثر دفعہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت ٹھنڈی صبح کو پانی لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بھی اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) ڈبو دیتے تھے"۔

یہ پانی اہل مدینہ منورہ اپنے بیماروں کو شفاء کے لئے پلاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا، بزرگوں کے تبرکات سے شفاء حاصل کرنا جائز اور سنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا جس چیز میں بزرگوں کا ہاتھ لگ جائے وہ چیز متبرک ہو جاتی ہے۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اہلسنّت و جماعت، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو "بے مثل" بیان کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے جس سے کوئی صاحبِ ایمان انکار نہیں کر سکتا جبکہ غیر مقلدین (یعنی اہلحدیث) عبدالوہاب صاحب نجدی کو بے مثل کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"بارھویں صدی ہجری میں ..... اس عالم باعمل اور مصلح بے مثل کے ذریعہ ..... (ہفت روزہ اہل حدیث ص ۱۵ سطر ۲۱ شمارہ ۲۳ فروری ۲۰۰۱ء) کیا وہ شخص "بے

---

[۳] مسلم جلد ۲ ص ۳۰۳ تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۴۷۔ [۴] مشکوۃ ص ۵۱۹ حدیث نمبر ۵۸۰۸، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۳، مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۷۔

مثل'' ہو سکتا ہے جس کے اعضائے وضو کو لگا ہوا پانی گناہ لے کر جھڑتا ہے؟ جبکہ آپ ﷺ معصوم رحمۃ للعالمین اور خاتم النبین ﷺ ہیں۔ اور صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۶۳۔ ۲۶۴ میں ''بے مثل'' ہونے کے بارے میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سات احادیثِ مبارکہ نقل کی ہیں۔ جن میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا ''**لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ**'' (میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں) ''**لَسْتُ مِثْلَکُمْ**'' (میں تمہاری مثل نہیں ہوں) ''**لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ**'' (میں تمہارے جیسا نہیں ہوں) ''**اَیُّکُمْ مِثْلِیْ**'' (تم میں سے میری مثل کون ہے؟)

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک میں شفاء ہے اور جو پانی آپ ﷺ کے نورانی ہاتھوں مبارک کو لگ جاتا ہے وہ بھی شفاء ہے جبکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں سے لگ کر گرنے والا وضو کا پانی گناہ لے کر گرتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''**مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ**'' ۵ ''جو (مسلمان) اچھا وضو کرے اُس کی خطائیں اُس کے جسم سے نکل جاتی ہیں یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں''۔ دوسری روایت میں ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''**اِذَا تَوَضَّاَ عَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ وَجْھَہٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْھِہٖ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ نَظَرَ اِلَیْھَا بِعَیْنَیْہِ مَعَ الْمَاءِ اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَ مِنْ یَدَیْہِ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ کَانَ بَطَشَتْھَا**

---

۵ مشکوٰۃ ص ۳۸ حدیث نمبر ۲۸۴' مسلم جلد ۱ ص ۱۲۵' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۸۴' مسند احمد جلد ۱ ص ۱۶' مرقاۃ جلد ۲ ص ۹۔

يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ " ؎ ''جب مسلمان بندہ یا مومن وضو کرنے لگتا ہے' اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اُس کے چہرہ سے ہر وہ خطاء نکل جاتی ہے جدھر آنکھوں سے دیکھا ہو۔ پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ۔ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے ہر وہ خطاء نکل جاتی ہے جسے اُس کے ہاتھ نے پکڑا تھا' پانی یا پانی کی آخری بوند کے ساتھ۔ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ خطاء نکل جاتی ہے جدھر اُس کے پاؤں چلے، پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ۔ حتیٰ کہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکل جاتا ہے''۔

پانی کی اہمیت:

پانی اہم ضروریات میں سے ہے۔ پانی اور زندگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ پانی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی عظیم نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جس پر اللہ ﷻ کا جتنا شکر بجالایا جائے کم ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ربّ کائنات ﷻ نے پانی کی برکت کو بیسیوں آیاتِ مبارکہ میں بیان فرمایا ہے۔ انسانوں کو پاک کرنے والا' زمین کو زندگی بخشنے والا' اِس سے رزقِ انسانیت ودیگر مخلوقات' ثمرات اور پھولوں کو بہار ملتی ہے۔ اِسی کے ذریعہ اور وسیلہ سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے قرآنِ مجید میں مختلف سورتوں اور آیاتِ مبارکہ میں مختلف انداز سے ذکر کیا ہے۔

پانی' پاک ہونے کا وسیلہ ہے:

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے میدانِ بدر میں مسلمانوں کی قلت اور

؎ مشکوٰۃ ص ۳۸ حدیث نمبر ۲۸۵' مسلم جلد ۱ ص ۱۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۸۱' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۵۲' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۵۱' ترمذی حدیث نمبر ۲' مرقاۃ جلد ۲ ص ۹' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۴' ترمذی حدیث نمبر ۳۲' کنز العمال حدیث نمبر ۲۶۸۲۳۔

کفار کی کثرت ملاحظہ فرما کر بارگاہِ الٰہی میں دُعا فرمائی۔ ربّ کائنات جل جلالہ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا قبول فرمائی اور اِرشادِ لاریب فرمایا: جب آپ ﷺ اپنے ربّ کریم عزوجل سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے آپ (ﷺ) کی دُعا سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں (اولاً) ایک ہزار فرشتوں سے (پھر تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے) (فرمایا) یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے آپ ﷺ کی خوشی کیلئے کیا۔ نیز اِس لئے کہ تمہارے دِل چین پائیں اور مدد اللہ (عزوجل) کی طرف سے ہے۔ بے شک (اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) غالب حکمت والا ہے **وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝** (الانفال: ۱۱) ''اور آسمان سے تم پر پانی اُتارا کہ تمہیں اُس سے پاک فرمائے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دُور فرمائے (اور تم اُس پانی سے وضو اور غسل کر سکو) اور تمہارے دِلوں کی ڈھارس بندھائے اور اِس سے تمہارے قدم جمادے''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝ (الفرقان: ۴۸) ''اور وہی ہے جس نے آگے رحمت کی ہوائیں بھیجیں' خوشخبری سناتی ہوئی۔ اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے کیلئے پانی اُتارا'' ۔ نیز فرمایا: ترجمہ:۔ ''تاکہ ہم زندہ کریں کسی مردہ شہر کو اور اُسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپایوں اور انسانوں کو۔ بے شک اِس میں ہم نے پانی کے پھیرے رکھے ہیں (یعنی کبھی کہیں بارش اور کبھی کہیں) کہ وہ توجہ کریں تو بہت سے لوگوں نے اِنکار کیا اور ناشکری کا مظاہرہ کیا''۔ (الفرقان: ۵۰-۴۹)

بارش کی برکت سے دریاؤں' تالابوں' کنوؤں میں پانی بھرتا ہے اور بارشیں نہ ہوں تو خشک سالی میں دریاؤں اور تالابوں میں پانی سوکھ جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے اور

کنوؤں کا پانی سطح سے نیچے ہو جاتا ہے۔

بقدرِ ضروریات پانی کا اُترنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ارشاد فرماتا ہے: **وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِيْنَ** ٥" (المؤمنون:۱۷) "اور ہم خلق سے بے خبر نہیں ہیں"۔ اس لئے فرمایا: "**وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ ۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ** ۚ ٥ (المؤمنون:۱۸)" اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے کے مطابق پانی اُتارا پھر اُسے زمین میں ٹھہرایا ہے اور بے شک ہم اُس کے لے جانے پر قادر ہیں"۔ (یعنی اِس طرح کہ پانی خشک کر دیں یا بگاڑ دیں کہ پینے کے قابل نہ رہے)"۔

پانی کا اصل کارخانہ آسمان ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم فرماتا ہے: "**وَفِى السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ** ٥ (الذاریات:۲۲)" اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے"۔ سمندر اِس کا خزانہ ہے۔ ربِّ کریم ہر ملک میں اُس کی ضرورت کے مطابق بارش بھیجتا ہے۔ ایسے ہی ہر زمانے میں ضرورت اور وقت کے مطابق بارش آتی ہے اور ضرورت کو رب تبارک وتعالیٰ عزوجل خوب جانتا ہے اور جب کبھی بارشیں نہیں برستیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی ناراضگی اور حکمت کے تحت ایسا ہوتا ہے۔ اِس صورت میں توبہ استغفار کی کثرت اور نمازِ استسقاء کی ادائیگی، گناہوں سے معافی بارانِ رحمت کے نزول کا سبب بنتی ہے۔

ہر چیز کی زندگی پانی کے وسیلہ سے:

ربِّ کائنات عزوجل نے اپنی قدرتوں اور تخلیقات کی عظمتوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: **اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ** ٥

(الانبیآء:۳۰) ''کیا کافروں نے یہ خیال نہیں کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے اُنہیں کھولا (بلکہ اِس طرح کہ بارش نہ ہوتی تھی پھر آسمان سے بارش ہوئی اور زمین سے اَناج اُگایا) اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی۔ (یعنی حیوانات پانی سے زندہ ہیں۔ ہر جاندار کی زندگی کا وسیلہ پانی ہے) کیا وہ ایمان نہیں لاتے''۔

زمین میں زندگی پانی کے وسیلہ سے:

اللہ تبارک وتعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: ''آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ لوگوں کے فائدے لے کر دریا میں چلتی ہے۔ اِس میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں''۔ ...... ''وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَابِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا..... '' (البقرۃ:۱۶۴) ''اور وہ جو اللہ (تبارک وتعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ) نے آسمان سے پانی اُتار کر اُس کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ فرمایا'' (کیونکہ زمین اپنی پیداوار میں آسمان کے پانی کی حاجتمند ہے) اسی طرح سورۃ النحل کی آیت نمبر ۶۵ میں بھی اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ہر اُگنے والی چیز پانی کے وسیلہ سے اُگتی ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ '' ''اور وہی ذات (یعنی خالقِ کائنات) ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا اور ہم نے اُس سے ہر اُگنے والی چیز نکالی'' ''فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ .....'' (الانعام:۹۹) ''تو ہم نے اِس سے سبزی نکالی جس سے دانے نکلتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے''۔ ترجمہ:۔ ''اور کھجور کے گابھے کے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ اور زیتون اور اَنار کسی بات میں ملتے ہیں اور کسی بات میں الگ (یعنی بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں اور پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول اور پھل میں علیحدہ علیحدہ) یہ تمام

چیزیں قدرتِ الٰہیہ کا نمونہ ہیں ایمان والوں کے لئے''۔(الانعام:۹۹)

پانی پھلوں کی پیداوار کا وسیلہ:

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ (ابراہیم:۳۲) ''اور آسمان سے پانی اُتارا تو اُس کے ذریعے تمہارے کھانے کے لئے پھل نکالے''۔

ایک پانی اور کئی رنگوں کے پھل:

اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ نے زمین کو پانی پر اس طرح پھیلایا ہے کہ پانی میں گھلتی نہیں اور نہ جنبش کرتی ہے اس میں پہاڑوں کے لنگر، نہریں، دریا اور سمندر ہیں۔ ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے ہیں۔(الرعد:۳) اور زمین کے مختلف قطعے ہیں۔کوئی حصہ پتھریلا، کوئی ریتلا، کوئی سفید، کوئی سیاہ، کوئی حصہ شور اور کوئی قابلِ زراعت ہے پھر ایک دوسرے میں ممتاز رہتے ہیں۔اگرچہ ہیں پاس پاس، لیکن مخلوط نہیں ہوتے۔ انگوروں کے باغ ہیں کھیتی اور کھجور کے پیڑ ملے ہوئے، شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بے شاخ کے ہیں۔يُسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ (الرعد:۴) ''سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے''۔زمین بھی ایک، ہوا بھی ایک اور پانی بھی ایک لیکن پھل اور غلہ مختلف قسم کے اُن کے ذائقے اور شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف۔

مشرکین کا عقیدہ:

مشرکین نے اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقابلہ میں خود ساختہ معبود بنا رکھے تھے وہ کائنات کا خالق و مالک اور رازق اللہ جلّ جلالہٗ کو ہی مانتے تھے۔مگر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتے تھے جبکہ توحید کے اقرار میں اس بات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری رسول ﷺ نہ

مانے۔ شیطان، اللہ جل جلالہ کی وحدانیت اور صفاتِ اَزلی وحقیقی کو مانتا ہے مگر پھر بھی کافر اور مشرک ہے' کیوں؟ اِس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) اُن (مشرکین) سے پوچھیں آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں اور سورج اور چاند کس نے کام لگائے ہیں؟ تو کہیں گے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے۔ (العنکبوت ۶۱) اور اگر اُن سے پوچھو: **مَنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا** ''کس نے آسمان سے پانی اُتارا اور زمین کے مرنے کے بعد اِس پانی کے سبب اُسے زندہ فرمایا؟ تو کہیں گے (اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل) نے''۔ (العنکبوت:۶۳)

برکت والا پانی اور قبروں کی مثال:

بارش کے پانی کو ربّ ذوالجلال والاکرام نے برکت والا پانی فرمایا ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے''**وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ** ۝'' (ق:۹) ''اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اُتارا۔ اُس سے باغ اُگائے اور اَناج کہ کاٹا جائے''۔ ''اور کھجور کے لمبے درخت جن کا پکا گابھا، بندوں کی روزی کیلئے اور ہم نے اُس سے مردہ شہر زندہ فرمایا اِن باتوں کو اِرشاد فرمانے کے بعد ربّ کائنات نے فرمایا:''**كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ** ۝(ق:۱۰-۱۱) ''یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے''۔

پانی پینے کے لئے:

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل اِرشادِ لاریب فرماتا ہے: **هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ**...... (النحل:۱۰) ''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا جسے تم پیتے ہو''۔ ایک جگہ فرمایا: **فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ**..... (الحجر:۲۲) ''تو ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پھر تمہیں وہ پینے کیلئے عطاء فرمایا''۔

پانی کے برتن میں سانس لینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیُنَحِّ الْاِنَاءَ ثُمَّ لْیَعُدْ اِنْ کَانَ یُرِیْدُ [۷] "جب کوئی تم میں سے (پانی وغیرہ) پیئے تو برتن کے اندر سانس نہ لے۔ اگر سانس لینا چاہے تو اپنے منہ سے برتن علیحدہ کر کے سانس لے پھر اگر چاہے تو دوبارہ پیئے"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّنَفُّسِ فِی الْاِنَاءِ [۸] "رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا"۔

بزرگ فرماتے ہیں:

بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ پانی پینے میں پہلے سانس میں بِسْمِ اللّٰہِ " کہے دوسرے سانس میں اَلرَّحْمٰنِ کہے اور تیسرے میں الرَّحِیْمِ کہے۔ [۹]

شیشہ یا کانچ کے گلاس میں پانی پینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَدَحُ قَوَارِیْرَ یَشْرَبُ فِیْہِ [۱۰] "رسول اللہ ﷺ کے پاس شیشے کا ایک پیالہ تھا۔ آپ ﷺ اس میں پانی نوش فرماتے تھے"۔

پاک میٹھا پانی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

---

[۷] ابن ماجہ ص ۲۳۳ حدیث نمبر ۳۴۲۷، بخاری جلد ۲ ص ۸۴۱، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸۳، جلد ۵ ص ۳۰۹۔ [۸] ابن ماجہ ص ۲۵۳ حدیث نمبر ۳۴۲۸، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۴ (عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ)۔ [۹] سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۳ ص ۱۲۷، حاشیہ نمبر ۲۔ [۱۰] ابن ماجہ ص ۲۵۳، حدیث نمبر ۳۴۳۵۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھجوروں کے کاروبار کے اعتبار سے مدینہ منورہ میں تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے، اُن کا بہترین مال ''بیر روماء'' تھا اور مسجد کے سامنے تھا۔ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْخُلُھَا وَیَشْرَبُ مِنْ فِیْھَا طَیِّبٌ'' [۱]
''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں تشریف لے جاتے اور اُس میں پاک میٹھا پانی پیتے''۔

تین سانس میں پانی پینا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''اَنَّہُ کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَآءِ ثَلَاثًا وَّزَعَمَ اَنَسٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَآءِ ثَلَاثًا '' [۲] ''وہ پانی تین سانسوں میں پیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی نوش فرماتے تھے تو تین سانس مبارک لیتے تھے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم شَرِبَ فَتَنَفَّسَ فِیْہِ مَرَّتَیْنِ '' [۳] (نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا اور پانی پینے میں دو سانس لئے۔'' مذکورہ بالا اَحادیث مبارک سے تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ ایک سانس میں پانی کا سارا گلاس نہ پیا جائے، دو یا تین سانس لئے جائیں اور تین سانسوں میں پینا بہتر ہے کیونکہ یہ طاق عدد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاق عدد کی رعایت پسند فرماتے تھے۔ اکثر روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین سانسوں میں پانی پینا منقول ہے۔ حضرت ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کَانَ اَنَسٌ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَآءِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَّزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ کَانَ یَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا [۴] حضرت انس رضی اللہ عنہ پانی پینے میں دو یا تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس لیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

---

[۱] بخاری جلد۲ص ۸۳۹۔ [۲] ابن ماجہ ص ۲۵۲ حدیث نمبر ۳۴۱۶۔ [۳] ابن ماجہ ص ۲۵۲۔ [۴] بخاری جلد۲ص ۸۴۱۔

ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا ۱۵؎ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ پانی پینے میں تین سانس لیتے تھے'' اور ایک روایت میں ہے: يَقُولُ إِنَّهُ أَرْوٰى وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ ۱۶؎ ''اور فرماتے ایسا کرنے میں خوب سیری ہوتی ہے اور پیاس خوب بجھتی ہے اور بیماری سے تندرستی ہوتی ہے''۔ قَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ أَنَا أَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا ۱۷؎ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی پانی پینے میں تین سانس لیتا ہوں''۔

مشک کو اُلٹا کر کے اُس کے منہ سے پانی پینا منع ہے:

(۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا ۱۸؎ ''رسول اللہ ﷺ نے مشک کا منہ اُلٹا کر کے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے''۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ ۱۹؎ ''رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اخْتِنَاثَ الْأَسْقِيَةِ وَأَنَّ رَجُلًا بَعْدَ مَا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ: قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلٰى سِقَاءٍ فَاخْتَنَثَهُ فَخَرَجَتْ عَلَيْهِ مِنْهُ حَيَّةٌ ۲۰؎ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مشک کا

۱۵؎ بخاری حدیث نمبر ۵۶۲۱' مسلم حدیث نمبر ۲۰۲۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۲۷' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۸۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۶۳' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۶۱' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۱۔ ۱۶؎ مسلم حدیث نمبر ۲۰۲۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۶۳۔ ۱۷؎ مسلم جلد ۲ ص ۱۷۴۔ ۱۸؎ ابن ماجہ ص ۲۵۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۶۔ ۶۷۔ ۹۳' دارمی جلد ۲ ص ۱۱۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۸۵' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۴۰' بخاری جلد ۲ ص ۸۴۱۔ ۱۹؎ ابن ماجہ ص ۲۵۲ حدیث نمبر ۳۴۲۱' بخاری جلد ۲ ص ۸۴۱ حدیث نمبر ۵۶۲۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۱۹' نسائی حدیث نمبر ۴۴۴۷' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۶' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۶۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۶۴ (عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔ ۲۰؎ ابن ماجہ ص ۲۵۲۔

منہ اُلٹ کر اُس کے منہ سے (پانی) پینے سے منع فرمایا اور ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ممانعت کے بعد رات کو اُٹھ کر مشک کے مُنہ سے پانی پینا چاہا تو اُس (مشک) کے منہ سے سانپ نکلا"۔

کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَہٰی عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا** ۲۱ "رسول اللہ ﷺ نے کھڑے رہ کر (یعنی کھڑے ہو کر) پانی پینے سے منع فرمایا ہے"۔

سونے یا چاندی کے برتن میں پانی پینا:

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں **نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَۃِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَقَالَ ھِیَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَھِیَ لَکُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ** ۲۲ "رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی یا دُودھ وغیرہ پینے سے منع فرمایا' یہ اُن (یعنی کافروں) کیلئے دُنیا میں اور تمہارے (یعنی ایمان والوں کے) لئے آخرت میں ہیں"۔

(۲) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءِ فِضَّۃٍ فَکَاَنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ** ۲۳ "جس نے چاندی کے برتن میں پیا' وہ گویا غٹ غٹ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ اُتار رہا ہے"۔ اُمّ المؤمنین

---

۲۱ ابن ماجہ ص ۲۵۳ حدیث نمبر ۳۴۲۴' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۹' ۱۸۲-۱۷۷' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۱۸' مسلم حدیث نمبر ۲۰۲۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۱۷' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۷۹' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۶۳۔ ۲۲ ابن ماجہ ص ۲۵۲ حدیث نمبر ۳۴۱۴' بخاری جلد ۲ ص ۳۴۱۔ ۲۳ ابن ماجہ ص ۲۵۲ حدیث نمبر ۳۴۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۰۳۲' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۰۲ حدیث نمبر ۳۴۱۳' بخاری جلد ۲ ص ۸۴۱ حدیث نمبر ۵۶۳۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۷۱' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۶۷۔

حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ۲۴

پہلے دائیں طرف دینا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ''اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَرِبَ لَبَنًا وَاَتٰى دَارَهٗ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشُبْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ فَضْلَهٗ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ ۲۵ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُودھ پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر (غریب خانہ) میں تشریف لائے تو میں نے بکری دوھی اور جناب رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کنویں میں سے پانی (نکال کر) اُس میں ملایا، حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کا پیالہ پکڑا اور پیا۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب (حضرت سیّدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو بچا ہوا دودھ عطا فرمایا۔ پھر فرمایا: حق اُس شخص کا ہے جو دائیں طرف ہو پھر وہ حق دار ہے جو اُس کے دائیں طرف ہو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِلَبَنٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ يَسَارِهٖ خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِابْنِ عَبَّاسٍ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَسْقِيَ خَالِدًا: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا اُحِبُّ اَوْ اُوْثِرُ، بِسُؤْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى نَفْسِيْ اَحَدًا فَاَخَذَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَشَرِبَ وَشَرِبَ خَالِدٌ ۲۶ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دُودھ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تھے اور بائیں طرف (حضرت) خالد بن

۲۴ ابن ماجہ ص ۲۵۲، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۰۱۔ ۳۰۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۴۵، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۹۲۶۔ ۲۵ بخاری جلد ۲ ص ۸۳۹، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۴۔ ۲۶ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۲۶۔

ولید (رضی اللہ عنہ)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو فرمایا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ پہلے خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو دوں؟ (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے عرض کیا "میں اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوٹھا اپنے سے پہلے کسی اور کو دیا جانا پسند نہیں کروں گا۔ آخر (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اُس کو پیا اور پھر (حضرت) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے پیا"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے' اُس وقت میں دس برس کا تھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو میں بیس برس کا تھا اور میری ماں مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کی رغبت دلاتیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک پلی ہوئی بکری کا دُودھ دھویا اور گھر میں ایک کنواں تھا اُس کا پانی اُس میں ملایا' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پیا' (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' اب (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو عنایت فرمایئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ **فَاَعْطَاهُ اَعْرَابِيًّا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ** "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس اعرابی کو عنایت فرما دیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں طرف شروع کرنا چاہئے پھر دائیں طرف سے"۔ [۲۷]

یہ سُنّت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا' ہم نے بکری کا دُودھ دوہا۔ پھر اُس میں اپنے کنویں سے پانی ملایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور (امیر

---

[۲۷] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۳۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۲۵۔

المومنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے تھے اور (امیر المومنین حضرت سیّدنا) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور ایک اَعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ شُرْبِهٖ قَالَ عُمَرُ هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يُرِيْهِ اِيَّاهُ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْاَعْرَابِيَّ وَتَرَكَ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا تو حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ (امیر المومنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں مگر رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَعرابی کو عنایت فرمایا اور امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلَا يُمْنُوْنَ الْاَيْمَنُوْنَ [۲۸] ”دائیں سے دائیں طرف والے حقدار ہیں“۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ ”یہ سُنّت ہے، یہی سُنّت ہے، یہی سُنّت ہے“۔

باسی پانی پینا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ وہ اپنے باغ کو پانی لگا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: ”اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنٍّ فَاسْقِنَا“ [۲۹] ”اگر تیرے پاس مشک میں باسی پانی ہے تو ہمیں پلا“۔ اُس نے عرض کیا: ”میری مشک میں باسی پانی ہے۔ پھر وہ گیا اور ہم بھی اُس کے ساتھ چھپر کی طرف گئے، اُس نے ایک بکری کا دودھ دوہا اور اُس میں باسی پانی ڈالا جو مشک میں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو لوگ تھے اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا“۔

---

[۲۸] ایضاً۔ [۲۹] ابن ماجہ ص ۲۵۳ حدیث نمبر ۳۴۳۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۸' بخاری جلد ۲ ص ۸۳۹۔

ہاتھ سے پانی پینا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم پانی کے ایک حوض پر سے گزرے تو ہم اُس میں کرع کرنے لگے (یعنی منہ لگا کر یا منہ ڈبو کر پانی پینے لگے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَکْرَعُوْا وَلٰکِنِ اغْسِلُوْا اَیْدِیَکُمْ ثُمَّ اشْرَبُوْا فِیْھَا فَاِنَّهٗ لَیْسَ اِنَاءٌ اَطْیَبُ مِنَ الْیَدِ'' ۳۰؎ ''کرع مت کرو لیکن اپنے ہاتھ دھولو پھر ہاتھ سے پیو، اس لئے کہ کوئی برتن ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ نہیں ہے''۔

گرع:

منہ سے پانی پینا (یعنی پانی میں منہ ڈبو کر پینا)۔ اس میں ایک قباحت یہ بھی ہے کبھی کوئی کیڑا بھی پانی کے ساتھ منہ میں چلا جاتا ہے اور ہاتھ سے پینے میں یہ بات نہیں۔ آدمی پانی کو ہاتھ میں لے کر دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح گلاس میں پانی لے کر بھی دیکھ لیتا ہے پھر اُس کو پیتا ہے۔

اُوندھے لیٹ کر پانی میں منہ ڈال کر پانی پینا منع ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَّشْرَبَ عَلٰی بُطُوْنِنَا وَھُوَ الْکَرْعُ وَنَھَانَا اَنْ نَّغْتَرِفَ بِالْیَدِ الْوَاحِدَۃِ وَقَالَ لَا یَلَغْ اَحَدُکُمْ کَمَا یَلَغُ الْکَلْبُ وَلَا یَشْرَبُ بِالْیَدِ الْوَاحِدَۃِ کَمَا یَشْرَبُ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَلَا یَشْرَبُ بِاللَّیْلِ فِیْ اِنَاءٍ حَتّٰی یُحَرِّکَهٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ اِنَاءٌ مُخَمَّرًا وَمَنْ شَرِبَ بِیَدِهٖ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اِنَاءٍ یُرِیْدُ التَّوَاضُعَ کَتَبَ اللّٰہُ لَهٗ بِعَدَدِ اَصَابِعِهٖ حَسَنَاتٍ وَھُوَ اِنَاءُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ

۳۰؎ ابن ماجہ ص ۲۵۳ حدیث نمبر ۳۴۳۳، ابن ماجہ ص ۲۵۳ حدیث نمبر ۳۴۲۶، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۵، (صحیح مسلم میں اتنا بیان ہے کہ بڑے لوگ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے)۔

عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِذَا طَرَحَ الْقَدَحَ فَقَالَ اُفٍّ هٰذَا مَعَ الدُّنْيَا ١٣١

"رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہم کو منع فرمایا:

(۱) اُوندھے لیٹ کر پانی پینے سے (وہ اِس طرح کہ نہ برتن سے پیئے نہ چلو سے بلکہ منہ سے پیئے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب اُوندھا لیٹ جائے اور جانوروں کی طرح پانی میں منہ ڈال کر پانی پیئے)

(۲) ایک ہاتھ کے چلو سے پانی لینے سے منع فرمایا (کیونکہ اس طرح پانی زیادہ گرتا ہے اور بار بار لینے کی ضرورت پڑتی ہے دونوں ہاتھوں سے چلو لینا بہتر ہے)۔

(۳) فرمایا تم میں سے کوئی پانی میں اس طرح منہ نہ ڈالے جس طرح کتا ڈالتا ہے۔

(۴) ایک ہاتھ سے اُس طرح پانی نہ پیئے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ غصے ہوا (یعنی یہود)۔

(۵) اور نہ رات کو کسی برتن کا پانی پیئے جب تک ہلا نہ لے مگر جب برتن ڈھانپا ہوا ہو (اس میں کیڑے وغیرہ جانے کا اندیشہ نہ ہو)

(۶) جو شخص اپنے ہاتھ سے پانی پیئے جبکہ برتن سے پینے کی قدرت رکھتا ہو۔ اُس کی نیت ایسا کرنے سے تواضع کی ہو (یعنی عاجزی اور اِنکساری کی) تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی اُنگلیوں کے برابر ثواب لکھے گا۔

(۷) ہاتھ برتن ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ سے پانی پیتے تھے۔ (اور ریت جمع کر کے اُس کا تکیہ لگاتے تھے۔ سبحان اللہ! کیسا اُن کا اندازِ ترکِ دُنیا تھا) جب اُنہوں نے پیالہ پھینک دیا تو یہ کہا یہ بھی دنیا کا سامان ہے۔

لٹکی ہوئی مشک سے پانی پینا:

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَشَرِبَ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ فَقَطَعْتُ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ

١٣١ ابن ماجہ ص ۲۵۳، حدیث نمبر ۳۴۳۱۔

۳۲؎ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ان کے پاس گئے وہاں پانی کی ایک مشک لٹکی ہوئی تھی آپ ﷺ نے اس مشک سے پانی پیا کھڑے رہ کر (منہ لگا کر مجبوری کی وجہ سے)۔ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے اس مشکیزہ کا منہ (دہانہ) کاٹ لیا تبرک کے طور پر کیونکہ آپ ﷺ کا منہ مبارک اس سے لگا تھا"۔

بزرگوں کا تبرک:

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگ اور مقدس لوگوں کی چیزوں سے برکت لینا اور ان کو متبرک سمجھنا درست ہے اور دوسری حدیث میں جو مشک سے منہ لگا کر پینے سے منع کیا اور یہاں آپ ﷺ نے خود ایسا کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کے جوٹھے سے لوگ برکت لیتے تھے۔ پس آپ ﷺ کے پینے میں یہ ڈر نہ تھا کہ دوسروں کو نفرت پیدا ہوگی۔ دوسرے یہ کہ آپ ﷺ نے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ ضرورتاً ایسا کرنا درست ہے۔ ۳۳؎

آبِ زم زم اور بسم اللہ شریف کی برکتیں "کفار کا تجربہ اور تسلیم عظمت"

جاپان کے سائنس دان ڈاکٹر مسارو ایمونو نے انکشاف کیا ہے کہ آبِ زم زم میں ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اس کے سوا دنیا کے کسی بھی پانی میں موجود نہیں۔ انہوں نے نینو نامی ٹیکنالوجی کی مدد سے آبِ زم زم پر متعدد تحقیقات کی ہیں جن کی مدد سے انہیں معلوم ہوا کہ آبِ زم زم کا ایک قطرہ عام پانی کے ایک ہزار قطروں میں شامل کیا جائے تو عام پانی میں بھی وہی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں جو زم زم میں ہیں۔ ڈاکٹر ایمونو جاپان میں قائم ہیڈو انسٹیٹیوٹ برائے تحقیق کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک لیکچر میں کہا ہے کہ جاپان میں انہیں ایک عرب باشندے سے آبِ زم زم ملا جس پر انہوں نے متعدد تحقیقات کی ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ آبِ زم زم کے ایک قطرے کا بلور (ایک چمکدار معدنی جوہر) جو انفرادیت رکھتا

۳۲؎ ابن ماجہ ص ۲۵۲ حدیث نمبر ۳۴۲۳۔ ۳۳؎ سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۳ ص ۱۴۰، حاشیہ نمبر ۱ من وعن از قلم وحید الزماں صاحب غیر مقلد۔

ہے۔ وہ دیگر کسی پانی کے قطرے کے بلور سے مشابہت نہیں رکھتا۔ کرہ ارضی کے کسی خطے سے لئے گئے پانی کے خواص آبِ زم زم سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں رکھتے۔ اُنہوں نے لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم کیا کہ آبِ زمزم کے خواص کو کسی طرح بھی تبدیل کرنا ممکن نہیں۔ اِس کی اَصل وجہ جاننے سے سائنس قاصر ہے۔ آبِ زم زم کی ری سائیکلنگ کرنے کے بعد بھی اِس کے بلور میں تبدیلی نہیں پائی گئی۔ جاپانی سائنسدان نے مزید انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان کھانے' پینے اور ہر کام کرنے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ جس پانی پر ''بسم اللہ'' پڑھی جائے اُس میں عجیب قسم کی تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے۔ لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعہ عام پانی کو طاقتور خوردبین کے ذریعہ دیکھا گیا اور اُس پر ''بسم اللہ'' پڑھنے کے بعد دیکھا گیا تو اُس کے ذرّات میں تبدیلی واقع ہوگئی تھی۔ بسم اللہ پڑھنے کے بعد پانی کے قطرے میں خوبصورت بلور بن گئے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ اُنہوں نے پانی پر قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ پڑھوائیں تو اُس میں عجیب قسم کا تغیر واقع ہوا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ پانی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عجیب قسم کی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ پانی میں قوتِ سماعت' اِحساس' یادداشت اور ماحول سے متاثر ہونے کی صلاحیت ہے۔ اگر پانی پر قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت کی جائے تو اُس میں مختلف امراض سے علاج کی صلاحیت بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ پانی ماحول کے منفی اور مثبت حالات کا اثر قبول کرتا ہے۔ ڈاکٹر ایموتو نے کہا کہ کرہ ارضی کی تمام مخلوقات خواہ وہ بظاہر جمادات ہی کیوں نہ ہوں اُن میں ماحول کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ شعور رکھتا ہے اور اسی شعور کے نتیجے میں وہ اپنے خالق کی تسبیح میں مصروف ہے۔

(بشکریہ: فیملی میگزین نوائے وقت 18 تا 25 جنوری 2009)

آبِ زم زم کھڑے پینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

سَقَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْ زَمْ فَشَرِبَ وَھُوَ

قَائِمًا ۳۴؎ ''میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو آبِ زم زم (شریف) پلایا، آپ ﷺ نے کھڑے رہ (یعنی کھڑے ہو) کر پیا۔ اِس حدیث شریف کے ایک راوی حضرت شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث شریف حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اُنہوں نے اللہ (عزوجل) کی قسم کھائی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایسا نہیں کیا''۔ (یعنی کھڑے ہو کر پانی نہیں پیا، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گمان کے مطابق قسم کھائی ورنہ مشہور روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے زم زم کا پانی کھڑے ہو کر ہی پیا ہے۔) صحیح بخاری میں اَلفاظ ہیں شَرِبَ النَّبِیُّ ﷺ قَائِمًا مِنْ زَمْ زَمَ ۳۵؎ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے آبِ زم زم کھڑے ہو کر پیا''۔

پانی پلانے والا آخر میں پیئے:

مروت، اَدب اور محبت کا تقاضا ہے کہ پانی پلانے والا سب سے آخر میں پیئے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سَاقِی الْقَوْمِ آخِرُھُمْ شُرْبًا '' ۳۶؎ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو (پانی، شربت اور دُودھ) پلانے والا آخر میں پیئے''۔

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت اور قے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدُ کُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ فَلْیَسْتَقِیْ ۳۷؎ ''تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پیئے اور جو بھول جائے اور کھڑے ہو کر پیئے اُسے قے کر دینی چاہئے''۔

دائیں ہاتھ سے پینا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول

۳۴؎ ابن ماجہ ص ۲۵۳، مسلم جلد ۲ ص ۲۳۱۔ ۳۵؎ بخاری جلد ۲ ص ۸۴۰۔ ۳۶؎ دارمی جلد ۲ ص ۱۲۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۸۳، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۴۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸۳۳۵۴، ابن ماجہ ص ۲۵۳، ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۔ ۳۷؎ مسلم جلد ۱ ص ۱۷۳ حدیث نمبر ۲۰۲۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۶۷، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۶۴۔

کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَاکُلْ بِیَمِیْنِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِهٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاکُلُ بِشِمَالِهٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ ؎۳۸ ”جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے“۔

وُضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے ظہر کی نماز ادا کی قَعَدَ فِیْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِیْ رُحْبَةِ الْکُوْفَةِ پھر لوگوں کی حاجت روائی کیلئے کوفہ کے صحن میں بیٹھے حتیٰ کہ نمازِ عصر کا وقت آ گیا پھر پانی لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پانی پیا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پورا وضو فرمایا، چہرہ اور ہاتھ دھوئے سر کا مسح کیا اور پاؤں دھوئے۔ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ”پھر آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا“۔ پھر فرمایا: اَنَّ اُنَاسًا یَکْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ ؎۳۹ ”نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے میں نے کیا“ یعنی وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا سُنّت ہے“۔

اُونٹ کی طرح پانی نہیں پینا چاہیے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا کَشُرْبِ الْبَعِیْرِ وَلٰکِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰی وَثُلَاثًا وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ

؎۳۸ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۶۵' مسلم حدیث نمبر ۲۰۲۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۷۵' کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۷۶۶' دارمی جلد ۲ ص ۹۷' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۵۴۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۹_۳۳_۵۲۳_۸_ ؎۳۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۶۹' بخاری حدیث نمبر ۵۶۱۶۔

وَاحْمَدُوا وَاَنْتُمْ رَفَعْتُمْ ۴۰ ”اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیو لیکن دو اور تین سانسوں میں پیو اور جب تم پیو تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھو اور جب اٹھاؤ تو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ پڑھو“۔ (یعنی جب پی چکو)۔

پانی پینے کی دُعا:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ کھاتے یا پیتے تو فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا ۴۱ ”تمام تعریفیں (اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) کیلئے ہیں' وہ ذات جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور اُسے رچایا' بسایا اور اُس کے نکلنے کی راہ کی“ (یعنی پیشاب اور پاخانہ کے ذریعے اُسے خارج کیا)۔

کھانے پینے کے بعد اللہ جل جلالہٗ کا شکر کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَۃَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا اَوْیَشْرَبَ الشَّرْبَۃَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا ۴۲ ”بے شک اللہ (عزوجل) اُس بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کھانا کھا کر اُس کا شکر کرے یا پانی پی کر اُس کا شکر کرے۔ پانی کے پینے اور اختتام پر کیا کہا جائے؟“۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پانی پیو تو بِسْمِ اللّٰہِ (شریف) پڑھو اور جب پانی پی لو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔ احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر پینا شروع کرو، پہلا سانس لینے پر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، دوسرا سانس لینے پر کہو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور تیسرا سانس لینے پر کہو اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

---

۴۰ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۳۱' ترمذی حدیث نمبر ۱۸۸۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۷۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۰۲۹' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۷۳۔ ۴۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۰۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۸۵۱' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۱۶۔ ۴۲ مسلم حدیث نمبر ۲۷۳۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۰۰' مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۱۱۔

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ"

منیر احمد یوسفی کی تالیفات

اشاعت دین اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔

بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شادباغ لاہور۔

ہیڈ آفس

جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III [illegible] لاہور Ph: 042-36880027-28,0300-4274936

Web: www.seedharastah.com E-mail: info@seedharastah.com